بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

جلد 74
ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 29
شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

21 محرّم 1447 ہجری قمری ❁ 17 وفا 1404 ہجری شمسی ❁ 17 جولائی 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

ثُمَّ اَفِیۡضُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

(سورۃ البقرۃ:200)

ترجمہ:: پھر تم (بھی) وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔ اور اللہ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 جولائی 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جس قدر قربِ الٰہی انسان حاصل کرے گا اسی قدر قبولیت دعا کے ثمرات سے حصہ لے گا

جس قدر وہ دُور ہوتا ہے اس قدر حجاب اور فاصلہ اس کی دعاؤں کی قبولیت میں ہوتا جاتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

قبولیتِ دعا کی شرط

یہ خوب یاد رکھو کہ انسان کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے غفلت، فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ جس قدر قربِ الٰہی انسان حاصل کرے گا اسی قدر قبولیت دعا کے ثمرات سے حصہ لے گا۔ اسی لئے فرمایا ہے کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (البقرۃ:۱۸۷) اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ وَاَنّٰی لَہُمُ التَّنَاوُشُ مِنۡ مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ (سبا:۵۳) یعنی جو مجھ سے دُور ہو اس کی دعا کیوں کر سنوں۔ یہ گویا عام قانون قدرت کے نظارہ سے ایک سبق دیا ہے۔ یہ نہیں کہ خدا سن نہیں سکتا۔ وہ تو دل کے مخفی در مخفی ارادوں اور ان ارادوں سے بھی واقف ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ مگر یہاں انسان کو قرب الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جیسے دُور کی آواز سنائی نہیں دیتی اُسی طرح پر جو شخص غفلت اور فسق و فجور میں مبتلا رہ کر مجھ سے دُور ہوتا جاتا ہے، جس قدر وہ دُور ہوتا ہے اس قدر حجاب اور فاصلہ اس کی دعاؤں کی قبولیت میں ہوتا جاتا ہے۔

نوافل کی حقیقت

نادان انسان بعض وقت عدم قبول دعا سے مرتد ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے کہ نوافل سے مومن میرا مقرب ہو جاتا ہے۔ ایک فرائض ہوتے ہیں دوسرے نوافل۔ یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں کہ تا فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو نوافل سے پوری ہو جاوے۔

لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔

انسان زکوٰۃ دیتا ہے تو کبھی زکوٰۃ کے سوا بھی دے۔ رمضان میں روزے رکھتا ہے کبھی اس کے سوا بھی رکھے۔ قرض لے تو کچھ ساتھ زائد دے کیونکہ اس نے مروّت کی ہے۔

نوافل متمم فرائض ہوتے ہیں۔ نفل کے وقت دل میں ایک خشوع اور خوف ہوتا ہے کہ فرائض میں جو قصور ہوا ہے وہ اب پورا ہو جائے۔ یہی وہ راز ہے جو نوافل کو قربِ الٰہی کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے گویا خشوع اور تذلّل اور انقطاع کی حالت اس میں پیدا ہوتی ہے اور اسی لئے تقرب کی وجہ میں ایّامِ بِیض کے روزے، شوال کے چھ روزے یہ سب نوافل ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 79 تا 80، ایڈیشن 2018، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں (قرآن مجید) پڑھتے سنا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے، اس نے تو مجھے فلاں فلاں آیت یاد دِلا دی ہے جنہیں میں فلاں فلاں سورۃ میں بھول گیا تھا۔ اور عباد بن عبداللہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور بڑھایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں آپؐ نے عَبَّادؓ (بن بشرؓ) کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، تو آپؐ نے پوچھا۔ عائشہؓ! کیا یہ عَبَّادؓ کی آواز ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! عَبَّادؓ پر رحم کر۔

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو بلالؓ رات کو اذان دیتے ہیں، تم کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ ابن امّ مکتومؓ اذان دے یا فرمایا: یہاں تک کہ تم ابن امّ مکتومؓ کی اذان سنو۔ اور حضرت ابن امّ مکتومؓ نابینا شخص تھے وہ اذان نہیں دیا کرتے تھے جب تک کہ لوگ ان کو نہ کہتے کہ صبح ہوگئی ہے۔

❁❁❁

اسلام امانت و دیانت اور معاہدات کی پابندی کو خاص اہمیت دیتا ہے

اور فرماتا ہے کہ وہی مومن کامیاب ہو سکتے ہیں جو امانت اور وفائے عہد میں بھی بہترین نمونہ پیش کرنے والے ہوں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون آیت 9 وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پھر ایفائے عہد کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسقدر خیال رہتا تھا کہ ابھی آپ نے دعوٰئے نبوت بھی نہیں فرمایا تھا کہ قبائلی لڑائیوں اور روزمرہ کے باہمی جھگڑوں اور فسادات کو دیکھ کر مکہ کے چند نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی جس کی غرض یہ تھی کہ وہ مظلوموں کی مدد کیا کرے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اس مجلس میں شامل ہوئے اور سب نے مل کر یہ قسمیں کھائیں کہ جب تک سمندر میں پانی کا ایک قطرہ تک بھی موجود ہے وہ ہمیشہ مظلوموں کی مدد کریں گے اور اُن کے حق انکو ظالم سے دلوانے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو اپنے پاس سے مظلوم کا حق ادا کریں گے۔ یہ انجمن جو مظلوموں کی دادرسی اور اُن کی امانت کا بیڑہ لے کر اُٹھی تھی اُس نے کیا کام کیا اور کس طرح مظلوموں کی مدد کی؟ اس بارہ میں تاریخی طور پر کچھ زیادہ معلومات نہیں ملتیں مگر دعویٰ نبوت کے بعد جبکہ مکہ کے لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جان لیوا دشمن بن گئے ایک شخص جس نے ابوجہل سے کچھ روپیہ لینا تھا مگر وہ دیتا نہیں تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا کہ آپ حلف الفضول میں شامل رہ چکے ہیں اور آپ نے اس کی قسم کھائی تھی کہ ہمیشہ مظلوموں کی مدد فرمائیں گے میں آپ کو آپ کا عہد یاد دلاتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ میرا کچھ روپیہ ابو جہل نے دینا ہے آپ اس کے پاس چلیں اور مجھے یہ روپیہ دلا دیں۔ جب اُس نے یہ بات کہی تو باوجود اس کے کہ مکہ میں کھلے بندوں پھرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے خطرہ کا موجب تھا اور پھر ابوجہل آپ کا شدید ترین دشمن تھا اور ہو سکتا تھا کہ وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے، آپ فوراً اُٹھے اور اُس کے ساتھ چل کر ابوجہل کے مکان پر جا پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل دستک کی آواز سن کر باہر نکلا آپ نے فرمایا اس شخص کا تم نے کچھ روپیہ لیا ہوا ہے وہ فوراً اسے ادا کر دو۔ ابوجہل بلا چوں و چرا اندر گیا اور روپیہ لا کر اُس نے اُس شخص کے حوالے کر دیا۔ ابوجہل کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہنے پر ایک شخص کو اس کا روپیہ دے دینا کوئی ایسی بات نہ تھی جو چھُپی رہتی۔ جنگل کی آگ کی طرح یہ بات مکہ میں پھیل گئی اور لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ ابو الحکم ہمیں تو کہتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بات نہ مانو اور خود اُس سے اتنا ڈر گیا کہ ایک منٹ کے اندر اندر روپیہ دینے کیلئے تیار ہو گیا۔ جب اُس نے یہ باتیں سُنیں تو وہ کہنے لگا خدا کی قسم اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی وہی کام کرتے جو میں نے کیا ہے کیونکہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آیا تو مجھے اُس کے دائیں اور بائیں دو مست اونٹ کھڑے دکھائی دیئے جن کو دیکھ کر میرا دل سخت خوف زدہ ہو گیا اور میں نے سمجھا کہ اگر میں نے اُس کی بات نہ مانی تو یہ دونوں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 20 جون 2025 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 27 جون 2025 (مکمل متن)
مجلس عاملہ و ناظمین اطفال برطانیہ کی حضور انور سے ملاقات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النبیین)
تذکار مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
پیغام حضور انور بر موقعہ تیسواں جلسہ سالانہ برازیل
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا، نکاح و اعلانات
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

تمام اطفال کو وقف جدید کی تحریک میں حصہ دار بنانا چاہیے

جماعت کی طرف سے وقف جدید کے لیے کل عطیات کا ایک بڑا حصہ، ایک تہائی، خدام اور اطفال سے وصول ہونا چاہیے

(سیکرٹری وقف جدید کو حضور انور کی نصیحت)

آپ کا کام ہے کہ door to door جا کے دیکھیں

جو سیکرٹریانِ تجنید ہیں ان کو کہیں کہ ہر محلہ سے grassroot level پر جا کے اپنی تجنید اکٹھی کرواور پھر اس کو update کرو

(سیکرٹری تجنید کو حضور انور کی نصیحت)

۞ بچپن میں نمازیں پڑھنے کی عادت ڈالو، اس کے لیے special پروگرام بنانا چاہئے
بچپن میں نمازیں پڑھنے کی عادت پڑ جائے تو پھر بڑے ہو کے بھی قائم رہتی ہے

۞ آج کل کی جو غیر اخلاقی باتیں ہیں ان کو کھل کے ہر ایک کو ایڈریس کرو، بچوں کو پتا لگنا چاہئے کیا کیا برائیاں ہیں؟ کن کن چیزوں سے ہم نے بچنا ہے؟ آج کل سکول ضرورت سے زیادہ LGBT وغیرہ کے بارے میں پڑھاتے ہیں یہ دجالی چالیں ہیں اور ان دجالی چالوں میں تربیت کی زیادہ ضرورت ہے، تو اب کھل کے تربیت کرنی پڑے گی نہیں تو تربیت رہ جائے گی، آپ شرماتے رہیں گے اور وہ لوگ بیہودگیاں سکھاتے رہیں گے

۞ شروع میں ہی ایسی تربیت کریں کہ آخر تک قابو میں رہیں تبھی فائدہ ہے، نہیں تو پھر احمدی مسلمان ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ مسلمان تو تبھی انسان ہو سکتا ہے جب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم پر عمل کرے اور اسکی تعمیل کروانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے اس لیے ان کو بچپن سے ہی یہ بتانا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں اور احمدی مسلمان ہیں اور ہم میں اور غیروں میں کیا فرق کیا ہے؟

(سیکرٹری تربیت کو حضور انور کی نصیحت)

چیریٹی کیلئے عادت ڈالو کہ غریبوں کی مدد کرنی چاہیے، تم جو برگر کھاتے ہو، ایک برگر قربان کرو تو اسکی مطلوبہ رقم لوگوں کو چیریٹی میں دے دیا کرو

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

اراکین نیشنل مجلس عاملہ و ریجنل ناظمین اطفال، مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ کی ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

مورخہ 4 فروری 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین نیشنل مجلس عاملہ اور ریجنل ناظمین اطفال مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ کے سینتالیس احباب پر مشتمل ایک وفد کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔

ملاقات کے آغاز میں حضور انور نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کہا۔ اس کے بعد صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ یوکے نے حضور انور کی خدمت اقدس میں حاضری کی رپورٹ پیش کی جبکہ ملاقات کا باقاعدہ آغاز دعا سے ہوا۔ بعد ازاں حضور انور نے تمام شاملینِ مجلس سے گفتگو فرمائی۔

سب سے پہلے نائب مہتمم اطفال نے اطفال ریلیز (rallies) کے انعقاد کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پر روشنی ڈالی۔ حضور انور کے استفسار پر موصوف نے اس بات کا اعتراف کیا کہ گذشتہ سال اس قسم کی ریلی کا انعقاد نہیں ہو سکا البتہ اس عزم کا اظہار کیا کہ امسال مئی 2024ء میں نیشنل ریلی مسجد بیت الفتوح کے کمپلیکس میں منعقد کروائی جائے گی۔ ان شاء اللہ

ان کے بعد ایک نائب مہتمم اطفال کو اپنی مفوضہ ذمہ داریوں پر روشنی ڈالنے کا موقع ملا، جن میں Salat Hub ویب سائٹ (www.salathub.co.uk)، اطفال کارنر اور صنعت و تجارت کی نگرانی شامل ہیں۔ حضور انور کے ویب سائٹ کے مقصد کے بارے میں دریافت کرنے پر موصوف نے عرض کیا کہ یہ پلیٹ فارم نماز سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

ان کے بعد ایک اور نائب مہتمم اطفال نے حضور انور کی خدمت میں اختصار سے عرض کیا کہ ان کی مفوضہ ذمہ داری میں دو شعبہ جات صحت جسمانی اور Atfal Explorers Club کی نگرانی شامل ہے۔ ان کی خاکستری داڑھی (greying beard) کا مشاہدہ فرما کر حضور انور نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دریافت فرمایا کہ کیا امسال آپ کا مجلس خدام الاحمدیہ کا آخری سال ہے؟ اس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا۔

پھر مہتمم صاحب مجلس اطفال الاحمدیہ یوکے کو اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع ملا۔ برطانیہ میں اطفال کی کل تعداد کے بارے میں حضور انور کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ یہ تعداد 2447 اطفال پر مشتمل ہے۔ تجنید کی تازہ ترین صورتحال کے بارے میں دریافت فرمانے پر موصوف نے عرض کیا کہ کافی حد تک اس پر کام ہو چکا ہے مگر اعداد و شمار ابھی تک حتمی شکل اختیار نہیں کر سکے اور معیّن نہیں ہیں کیونکہ ڈیٹا میں کسی قدر کمی موجود ہے۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے صرف AIMS کے نظام پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ اعداد و شمار کو معین بنانے کے لیے گھر گھر جا کر تصدیق کے طریقۂ کار کو اختیار کیا جائے۔

سیکرٹری عمومی نے حضور انور کی خدمت میں اپنی مفوّضہ ذمہ داریوں کا خاکہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس میں رپورٹنگ، میٹنگز کا اہتمام اور مختلف انتظامی فرائض کی نگرانی شامل ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ وہ روزانہ ان کاموں کو کتنا وقت دیتے ہیں؟ موصوف نے عرض کیا کہ وہ اپنے کام کے لیے روزانہ ایک سے دو گھنٹے صَرف کرتے ہیں۔ حضور انور کے مزید استفسار پر موصوف نے بتایا کہ وہ آجکل ٹیکسی (cab) چلاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کے لیے بھی وقت میسر آ جاتا ہے۔

اس کے بعد سیکرٹری تجنید کو حضور انور سے بات کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تجنید کس طرح بناتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہمیں زیادہ تر معلومات AIMS سے ملتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے تبصرہ فرمایا کہ AIMS کے اوپر اکتفا کرنا درست نہیں۔ اپنی محنت کرو۔ یہ کیا ہوا کہ cooked data پر اکتفا کر رہے ہو۔ پکا پکایا مل گیا، بس ٹھیک ہے۔ حضور انور نے مزید تلقین فرمائی کہ آپ کا کام ہے کہ door to door جا کے دیکھیں، آپ کے جو respective سیکرٹریانِ تجنید ہیں ان کو کہیں کہ جاؤ ہر محلہ سے grassroot level پر جا کے اپنی تجنید اکٹھی کرواور پھر اس کو update کرو۔

پھر ایک اَور نائب مہتمم اطفال کو حضور انور سے شرف گفتگو حاصل ہوا۔ علمی اور پیشہ ورانہ پس منظر کے بارے میں دریافت کیے جانے پر موصوف نے عرض کیا کہ انہوں نے کچھ عرصہ قبل ماسٹرز ڈگری مکمل کی تھی اور

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب نبی اکرم ﷺ کا لشکر فاران کے جنگل میں داخل ہوا تو اِس کی تعداد سلیمان نبی کی پیشگوئی کے مطابق دس ہزار تک پہنچ چکی تھی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس خط کی بابت آپؐ کو اطلاع دے دی جو قریش مکہ کو آپؐ کے پروگرام سے مطلع کرنے کے لیے پوشیدہ طور پر بھجوایا جا رہا تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت جن چند لوگوں سے ملتی تھی ان میں حضرت ابوسفیان بن حارثؓ بھی تھے

غزوۂ فتح مکہ کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا پُر اثر بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/جون 2025ء بمطابق 20/احسان 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝

غزوۂ مکہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کے لیے روانہ ہونے سے پہلے ایک واقعہ کا بھی ذکر ملتا ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک صحابی نے اپنی ناسمجھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی اطلاع مکہ والوں کو دینے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کی اطلاع دے دی اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منصوبے کی کافروں کو خبر نہ پہنچ سکی۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے: مدینہ میں جب مکہ جانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں تو ایک بدری صحابی جو کہ مدینہ میں موجود تھے۔ حضرت حاطِب بن ابی بَلْتَعہؓ ان کا نام تھا۔ انہوں نے قریش کی طرف ایک خط لکھا جس میں انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف روانگی کا پروگرام بنایا ہے۔ انہوں نے وہ خط ایک عورت کے سپرد کیا جس کا تعلق مُزَیْنَہ سے تھا۔ اس عورت کا نام کَنُود یا سارہ تھا۔ یہ بنو عبد المُطَّلِب میں سے ایک شخص کی لونڈی تھی۔ انہوں نے اس کے لیے اجرت مقرر کی کہ وہ یہ خط اہل مکہ تک پہنچا دے اور کہا کہ جہاں تک ممکن ہو اس خط کو مخفی رکھے اور عام راستے پر جانے سے منع کیا کیونکہ وہاں پہرہ تھا۔ اس عورت نے خط کو سر کی چوٹی میں رکھا اور مینڈھیاں بنا دیں۔ پھر خط کو لے کر نکلی۔ اس خط میں یہ درج تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف ایک ایسا لشکر لے کر آ رہے ہیں جو رات کی مانند ہے۔ یعنی بہت بڑا لشکر ہے اور تند سیلاب کی طرح تیزی سے چلا آ رہا ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اکیلے بھی تمہاری طرف نکل پڑے تو تمہارے خلاف اللہ ان کی ضرور مدد کرے گا اور وہ خدا اپنا وعدہ پورا کر کے چھوڑے گا جو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا ہے اس لیے تم اپنا انتظام کر لو۔

ایک دوسری روایت میں یہ بھی لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لشکر لے کر نکلنے والے ہیں تمہاری طرف یا تم لوگوں کے علاوہ کسی اور طرف۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال تم لوگ اپنی پوری احتیاط کر لو اور میں نے چاہا کہ اس خبر کی وجہ سے میرا تم پر ایک احسان رہے۔

(السیرۃ النبویۃ بروایۃ الامام البخاری، الدکتور ریاض ہاشم ہادی، صفحہ 136 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فتح الباری جلد 7 صفحہ 663 کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح زیر حدیث 4274 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 109، از شاملہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (الروض الانف، ذکر الاسباب الموجبۃ المسیر ...... جلد 4 صفحہ 150-151 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (غزوات النبیؐ از علی بن برہان الدین حلبی صفحہ 549 دار الاشاعت کراچی)

ایک روایت کے مطابق انہوں نے یہ خط صَفْوَان بن اُمَیَّہ، سُہَیل بن عمرو اور عِکْرِمہ بن ابوجہل کی طرف لکھا تھا۔ (امتاع الاسماع، غزوۃ الفتح، خبر حاطب، جلد اول صفحہ 352 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دوسری طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس خط کی بابت آپؐ کو اطلاع دے دی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ حضرت علیؓ خود یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابو مَرْثَد غَنَوِی اور زبیر کو بھیجا اور ہم سب گھڑ سوار تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ تم روضۂ خَاخ، ایک جگہ ہے وہاں پہنچو۔ یہ مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔ وہاں مشرکوں میں سے ایک عورت ہوگی۔ اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکوں کے نام ایک خط ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کو اسی مقام پر پا لیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اپنے اونٹ پر جا رہی تھی۔ ہم نے کہا خط نکال۔ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا دیا اور تلاشی لی مگر ہمیں کوئی خط نظر نہ آیا۔ ہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط نہیں فرمایا۔ تمہیں وہ خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم تمہیں ننگا کریں گے۔ تمہاری جامہ تلاشی لیں گے۔ جب اس نے سختی دیکھی تو اپنی کمر کی طرف جھکی۔ وہ اپنی کمر کے گرد ایک چادر باندھے ہوئے تھی اس میں سے اس نے اس کو نکال کر دے دیا۔ بخاری کی ہی ایک دوسری روایت کے مطابق اس نے اپنے سر کے بالوں کے اندر سے اس کو نکالا۔ (دو روایتیں ہیں۔) ہم اس عورت کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس یعنی حاطب جو صحابی تھے جنہوں نے خط لکھا تھا انہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین سے خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت فرمائیں میں اس کی گردن ماروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے پوچھا کس بات نے تم کو اس پر آمادہ کیا ہے جو تم نے کی ہے۔ یہ خط کیوں لکھا ہے؟ حاطب نے عرض کیا اللہ کی قَسم! مجھے کیا تھا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا نہ ہوتا یعنی میں تو ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور یہ کوئی بغاوت نہیں ہے۔ کہنے لگے وجہ یہ تھی کہ میں نے چاہا کہ ان یعنی قریش کے لوگوں پر میرا احسان ہو جس کے ذریعہ اللہ میرے بال بچوں اور جائیداد کی حفاظت کرتا اور آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے کنبے کا وہاں کوئی ایسا شخص نہ ہو کہ جس کے ذریعہ سے اللہ اس کے بال بچوں اور اس کی جائیداد کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اور تم بھی اس کی نسبت بھلی بات کے سوا کچھ نہ کہو۔ ٹھیک کہا ہے اس نے۔ سچا ہے معصومیت میں بات کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ کیا جنگِ بدر میں یہ شریک نہیں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ بیشک اللہ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا تم جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی۔ یا فرمایا میں نے تم کو معاف کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث 3983، روایت نمبر 3007) (عمدۃ القاری جلد 7 صفحہ 137 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فرہنگ سیرت صفحہ 136 زوار اکیڈمی کراچی)

اس واقعہ کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تاریخوں کی مختلف کتابوں کے حوالوں سے کیا ہے۔ لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کو مکہ پر مسلمانوں کے حملہ کرنے کی خبر پوشیدہ طور پر پہنچانی چاہی تا کہ اس ہمدردی کے اظہار کی وجہ سے وہ اس کے رشتہ داروں سے نیک سلوک کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یہ بات بتا دی گئی۔ آپ نے حضرت علیؓ اور چند ایک اور صحابہ کو بھیجا کہ فلاں جگہ ایک عورت ہے اس سے جا کر کاغذ لے آؤ۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس عورت سے کاغذ مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ شاید رسول کریمؐ کو غلطی لگی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا نہیں آپؐ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔‘‘ یہ ایمان تھا۔ ’’جب تک اس سے وہ کاغذ نہ ملے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ انہوں نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس نے وہ کاغذ نکال کر دے دیا۔‘‘ (خطبات محمود جلد 4 صفحہ 182-183)

ایک اَور جگہ آپؓ نے مزید تفصیل سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’ایک کمزور صحابیؓ نے مکہ والوں کو خط لکھ دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر نکلے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آپؐ کہاں جا رہے ہیں؟ لیکن میں قیاس کرتا ہوں کہ غالباً وہ مکہ کی طرف آ رہے ہیں۔ میرے مکہ میں بعض عزیز اور رشتہ دار ہیں میں امید کرتا ہوں کہ تم اس مشکل گھڑی میں ان کی مدد کرو گے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دو گے۔ یہ خط ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا تم فلاں جگہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہاں ایک عورت اونٹنی پر سوار تم کو ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا جو وہ مکہ والوں کی طرف لے جا رہی ہے تم وہ خط اس عورت سے لے لینا اور فوراً میرے پاس آ جانا۔ جب وہ جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا۔ دیکھنا وہ عورت ہے اس پر سختی نہ کرنا۔‘‘ ابتدائی طور پر سختی نہیں کرنی۔ ’’اصرار کرنا اور زور دینا کہ تمہارے پاس خط ہے لیکن اگر پھر بھی وہ نہ مانے اور منتیں سماجتیں بھی کام نہ آئیں‘‘ تو پھر یہ ایسا معاملہ ہے کہ ’’تو پھر تم سختی بھی کر سکتے ہو اور اگر اسے قتل کرنا پڑے تو قتل بھی کر سکتے ہو لیکن خط نہیں جانے دینا۔‘‘ خط بہت ضروری ہے اس کو روکا جائے۔ ’’چنانچہ حضرت علیؓ وہاں پہنچ گئے۔ عورت موجود تھی۔ وہ رونے لگ گئی اور قسمیں کھانے لگ

گئی کہ کیا میں غدار ہوں؟ دھوکے باز ہوں؟ آخر کیا ہے تم تلاشی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اس کی جیبیں ٹٹولیں، سامان دیکھا مگر خط نہ ملا۔ صحابہؓ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے خط اِس کے پاس نہیں۔ حضرت علیؓ کو جوش آ گیا۔ آپؓ نے'' حضرت علیؓ نے'' کہا تم چپ رہو اور بڑے جوش سے کہا کہ خدا کی قسم! رسول کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس عورت سے کہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ تیرے پاس خط ہے اور خدا کی قسم! میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ پھر آپ نے تلوار نکالی اور کہا۔ یا تو سیدھی طرح خط نکال کر دے دے ورنہ یاد رکھ اگر تجھے ننگا کر کے بھی تلاشی لینی پڑی تو میں تجھے ننگا کرونگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ بولا ہے اور تو جھوٹ بول رہی ہے۔ چنانچہ وہ ڈر گئی اور جب اسے ننگا کرنے کی دھمکی دی گئی تو اس نے جھٹ اپنی مینڈھیاں کھولیں ان مینڈھیوں میں اس نے خط رکھا ہوا تھا جو اس نے نکال کر دے دیا۔'' (سیر روحانی (7) انوار العلوم جلد 24 صفحہ 262-263) سر کے بالوں میں چھپایا ہوا تھا۔

بہر حال اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ سے روانگی کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو رُھْم بن حُصَین غِفَارِی کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ ابن اسحاق کے مطابق آپ مہاجرین، انصار اور عرب کے گروہوں کے ساتھ روانہ ہوئے جبکہ رمضان کے دس روز گزر چکے تھے لیکن مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق آپؐ 2 رمضان کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر نے 2 رمضان والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ بہر حال اس سفر میں کچھ لوگ گھوڑوں پہ اور کچھ اونٹوں پر سوار تھے۔

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 4 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی) (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 212 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سیرت ابن اسحاق صفحہ 670 المکتبۃ العصریہ بیروت)

جب مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں فوج روانہ ہوئی تو اس میں تقریباً سات ہزار چار سو جانباز شامل تھے۔ اس تعداد میں مختلف قبائل بنو اسد اور سُلَیم وغیرہ کے شامل ہونے سے اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ مکہ کے راستے پر چلتے چلتے اس کی تعداد دس ہزار تک ہوگئی۔ آپؐ صُلْصُل مقام پر پہنچے جو ذوالحلیفہ سے آگے چڑھائی پر مقام بَیْدَاء کے پاس ایک پہاڑ تھا تو آپؐ نے حضرت زبیر بن عَوَّامؓ کو دو سو سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔

بعض کتب میں اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار بھی بیان ہوئی ہے لیکن زیادہ تر روایت دس ہزار کی بیان ہوئی ہے اور وہی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 110 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح مکہ از باشمیل صفحہ 145-146 نفیس اکیڈمی کراچی)

(طبقات الکبریٰ جلد دوم صفحہ 102 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگِ سیرت صفحہ 174 زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی دوران میں چاروں طرف مسلمان قبائل کی طرف پیغامبر بھجوا دیئے اور جب یہ اطلاعیں آ چکیں کہ مسلمان قبائل تیار ہو چکے ہیں اور مکہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے راستہ میں ملتے جائیں گے تو آپ نے مدینہ کے لوگوں کو مسلح ہونے کا حکم دیا۔ جنوری 630ء کی پہلی تاریخ'' یعنی دس رمضان آٹھ ہجری'' کو یہ لشکر مدینہ سے روانہ ہوا اور راستہ میں چاروں طرف مسلمان قبائل آ آ کر لشکر میں شامل ہوتے گئے۔'' حضرت مصلح موعودؓ نے دس رمضان ہی لکھا ہے۔ '' چند ہی منزلیں طے کرنے کے بعد جب یہ لشکر فاران کے جنگل میں داخل ہوا تو اِس کی تعداد سلیمان نبی کی پیشگوئی کے مطابق دس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 337)

(کتاب التوفیقات الالہامیہ صفحہ 40 المؤسسۃ العربیۃ الدراسات)

اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ تھیں۔ بعض روایات کے مطابق ام المومنین حضرت میمونہؓ بھی ساتھ تھیں۔ (مقالاتِ سیرت ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی جلد 3 صفحہ 259)

(کتاب المغازی از واقدی جلد 2 صفحہ 289 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بخاری کی ایک روایت میں آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ بھی ساتھ تھیں۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ حدیث 357)

یہ سفر رمضان کے مہینے میں ہوا تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کے ابتدائی چند دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا لیکن پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا بلکہ دوسرے صحابہ کو بھی روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں غزوہ فتح کے لیے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے یہاں تک کہ جب آپ کَدِید چشمہ پر پہنچے جو قُدَید اور عُسفَان کے درمیان ہے اور مکہ سے بیالیس میل کے فاصلے پر ہے تو آپؐ نے روزہ افطار کر لیا پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ وہ مہینہ گزر گیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح فی رمضان حدیث:4275) (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جلد 3 صفحہ 332 دار الکتب العلمیۃ بیروت

بخاری میں یہ روایت ہے۔ بخاری ہی کی ایک اور روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مدینہ سے نکلے اور آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور یہ مدینہ میں آپ کی آمد سے ساڑھے آٹھ سال کے سر پر ہوا اور آپؐ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؐ اور مسلمانوں میں سے جو آپؐ کے ساتھ تھے آپ روزہ رکھتے اور وہ بھی روزہ رکھتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کَدِید میں پہنچے اور وہ ایک چشمہ ہے عُسفان اور قُدَید کے درمیان۔ وہاں آپؐ نے روزہ افطار کیا اور لوگوں نے بھی روزہ افطار کیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح فی رمضان حدیث:4276)

اس بارے میں شارح بخاری علامہ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ یہ خیال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مدینہ سے روانہ ہوئے اسی دن آپ نے روزہ افطار کیا تھا یہ درست نہیں ہے کیونکہ مدینہ اور کَدِید کے درمیان کئی دن کی مسافت تھی۔ (فتح الباری جلد 4 صفحہ 227 کتاب الصوم باب اذا صام ایاما من رمضان ثم سافر، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ مل کر روزہ کس مقام پر افطار کیا؟ اس بارے میں روایات میں متعدد مقامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قُدَید میں افطار کیا۔ اس کی مزید تفصیل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کے دوران روزہ کہاں افطار کیا تھا؟ اس کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے۔ علامہ عینی کے نزدیک بعض نے کَدِید کی جگہ عُسفَان لکھا ہے۔ بعض نے کُرَاع الغَمِیم کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے قُدَید لکھا ہے۔ قاضی عیاض اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ روایات میں اس جگہ کے بارے میں اختلاف ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کیا تھا تاہم ان تمام روایات میں ایک ہی واقعہ بیان ہوا ہے اور وہ تمام جگہیں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور یہ سب جگہیں عُسفان کے علاقے میں ہیں۔

(عمدۃ القاری جلد 11 صفحہ 68 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عَرَج سے روانہ ہوئے تو راستے میں آپؐ نے ایک کتیا دیکھی۔ اس کے بچے اس کا دودھ پی رہے تھے۔

جانوروں سے ہمدردی کا واقعہ بھی اس میں آ جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جُعَیل بن سُرَاقَہؓ کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ جہاں یہ بیٹھی ہے وہاں کھڑے ہو جائیں تا کہ لشکر میں سے کوئی اس کے ساتھ یا اس کے بچوں کے ساتھ کوئی تعرض نہ کرے۔ ان کو ڈسٹرب نہ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسوں کو پکڑنے کے لیے گھڑ سواروں کا دستہ مسلمانوں کے آگے آگے روانہ کیا ہوا تھا اور بنوخُزَاعَہ بھی راستے پر کسی راہ گیر کو جانے نہیں دیتے تھے۔ دوسرا قبیلہ جو تھا انہوں نے بھی روکا ہوا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا دستہ ہَوَازِن کا ایک جاسوس گرفتار کر کے لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہَوَازِن آپ کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ اس جاسوس کو روکے رکھیں تا کہ وہ آگے جا کر لوگوں کو خبردار نہ کر دے۔ جب آپؐ قُدَید پہنچے تو وہاں بنوسُلَیم جو ایک ہزار کی تعداد میں تھے آپ کے ساتھ شامل ہوئے۔ یہاں آپؐ نے جھنڈے اور پرچم باندھے اور انہیں قبائل میں تقسیم کیا۔ قُدَید کے میدان میں لشکر نبوی کی تیاری قبائلی بنیاد پر ہوئی۔ ہر قبیلہ کی فوج پر اسی قبیلے کا آدمی افسر مقرر کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خاندانی بنیاد پر بارہ دستوں میں تقسیم کیا۔ چھ دستے اوس کے اور چھ خزرج کے۔ مہاجرین کے تین جھنڈے حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس تھے۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 212 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح مکہ از باشمیل صفحہ 167 تا 175 نفیس اکیڈمی کراچی)

(دائرہ معارف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 9 صفحہ 79 بزم اقبال لاہور) (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 133 دار السلام)

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 8، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس مہم کے دوران ایک واقعہ کا ذکر آتا ہے جو کہ ابوسفیان بن حارث (یہ ابوسفیان اَور ہیں۔ یہ ابوسفیان بن حرب نہیں ہیں) اور عبداللہ بن ابی اُمَیَّہ کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور رضاعی بھائی ابوسُفیان بن حارِث یہ چچا زاد بھائی بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی تھے اپنے بیٹے جعفر اور عبداللہ بن ابی اُمَیَّہ بن مُغِیرہ کے ساتھ مکہ سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ اور مدینہ کے درمیان ثَنِیَّۃُ الْعِقَاب نامی مقام پر ملے۔ یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمن تھے۔ اس لیے انہیں ہمت نہیں

ارشاد باری تعالیٰ

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ

(الانفال:10)

ترجمہ: (یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا (اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ہوئی کہ براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ جو کہ حضرت عبداللہ بن ابی امیہؓ کی بہن تھیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے چچازاد یعنی ابوسفیان بن حارث اور پھوپھی زاد اور صِھرِی رشتہ دار یعنی عبداللہ آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نہیں ملنا چاہتا۔ آپؐ نے فرمایا میرے چچازاد نے تو میری ہتک کی ہے۔ یہ شاعر تھے اور آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور عبداللہ نے مجھے مکہ میں کیا کیا نہیں کہا۔ دشمنی کی انتہا کی تھی۔ میں کس طرح ان سے ملوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات جب ابوسفیان بن حارث کو پہنچی تو اس نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی نہیں ہوتے اور ملنے کی اجازت نہیں دیتے تو میں اپنے اس بیٹے کو جس کو ساتھ لے کر آئے تھے ساتھ لے کر صحراؤں کی طرف نکل جاؤں گا یہاں تک کہ بھوک اور پیاس سے مر جاؤں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک جب یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور شرف ملاقات بخشا۔ فوراً آپؐ کا دل نرم ہو گیا۔ دونوں نے اسلام قبول کیا اور پھر ان کا اسلام بہت ہی اچھا رہا۔

ابوسُفیان بن حارث کا تعارف یہ ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے بتایا کہ یہ ابوسفیان اَور ہیں۔ تاریخ اسلام میں ابوسفیان نام کے دو افراد زیادہ معروف ہیں۔ ایک ابوسفیان جو قریش مکہ کا سردار تھا اور ہند جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا اس کا خاوند تھا۔ یہ ابوسفیان بن حرب کے نام سے معروف ہے اور دوسرے یہ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔

مؤرخین بعض اوقات ناموں کی مشابہت کی وجہ سے غلطی کھا جاتے ہیں اور ابوسفیان بن حارث کی بجائے ابوسفیان بن حرب بیان کر دیتے ہیں۔

جیسے جنگ حنین میں جب مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی تو لکھا ہے کہ ابوسفیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی لگام یا رکاب تھامے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا تھا۔ بعض مؤرخین نے ابوسفیان بن حرب مراد لیا ہے جبکہ تاریخ دان یہی کہتے ہیں کہ وہ ابوسفیان بن حرب نہیں تھا بلکہ ابوسفیان بن حارث تھے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ حلیمہ سعدیہ نے ان کو بھی دودھ پلایا تھا۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ سخت معاند اور مخالف ہو گئے۔ یہ مکہ کے بڑے شعراء میں شمار ہوتے تھے اور اس مخالفت کی وجہ سے انہوں نے حضور کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے بہت ہجو یہ کلام بھی کہا ہے۔ حضرت حَسّان بن ثابت ان کی ہجو کا جواب دیا کرتے تھے اور ان کے کلام میں جہاں یہ آتا کہ ابوسفیان کو یہ بات پہنچا دو تو اس سے مراد بھی عموماً ابوسفیان بن حارث ہوتا تھا۔ تاریخ الخمیس میں ہے کہ ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا تَاللّٰہِ لَقَدۡ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَاِنۡ کُنَّا لَخٰطِئِیۡنَ۔ یہ سورت یوسف کی آیت نمبر 92 ہے کہ تَاللّٰہِ لَقَدۡ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَاِنۡ کُنَّا لَخٰطِئِیۡنَ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں اللہ کی قسم ہے اللہ نے آپ کو ہم پر یقیناً فضیلت دی ہے اور ہم بلاشبہ خطا کار تھے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا۔

لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ۔ یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَکُمۡ۔ وَھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (یوسف: 93) اب تم پر کسی قسم کی ملامت نہیں ہوگی اور اللہ بھی تمہیں بخش دے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ روایت کے مطابق حضرت علی نے ابوسفیان کو کہا تھا کہ تم اس طرح یہ فقرہ کہتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگ لو۔ روایت میں آتا ہے کہ اس وقت شرم و حیا کی وجہ سے ابوسفیان اپنا سر اوپر نہیں اٹھا رہا تھا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ بہرحال ابوسفیان بن حارث جو کہ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتے تھے اب اسلام لانے کے بعد ان کی شاعری ساری کی ساری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت سے بھرپور تھی اور انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت جن چند لوگوں سے ملتی تھی ان میں حضرت ابوسفیان بن حارث بھی تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ ان کا شمار افضل صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ وفات سے تین دن پہلے خود انہوں نے اپنی قبر کھودی اور جب وفات کا وقت آیا تو کہنے لگے مجھ پر رونا مت کیونکہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے اپنے دامن کو کسی گناہ سے آلودہ نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر انہوں نے ایک دردناک مرثیہ کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا جس کے کچھ اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ میں بہت بے چین ہوں اس وجہ سے کہ میری رات ختم نہیں ہو رہی اور مصیبت زدہ آدمی کی رات تو لمبی ہوتی ہے اور رونے نے مجھے راحت دی ہے اور یہ رونا اس تکلیف کے مقابلے میں جو مسلمانوں کو پہنچی ہے کچھ بھی نہیں۔ جس شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس شام ہماری مصیبت اور بھی بڑی اور زیادہ ہو گئی۔ قریب ہے کہ ہماری سرزمین اس مصیبت کی وجہ سے جو اس پر آئی ہے ہمارے سمیت الٹ جائے۔ پھر لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے وحی ختم ہو گئی اور قرآن جسے جبرئیل صبح شام لایا کرتے تھے اترنا بند ہو گیا۔ حضرت فاطمہ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک شعر میں کہا کہ اے فاطمہ! اگر تُو اس موقع پر روئے تو تیرا رونا درست ہے اور اگر نہ روئے تو یہی اصل طریق ہے۔ پس تُو صبر میں پناہ لے کیونکہ اس میں خدا کی طرف سے ثواب ہے جو بہت بڑا فضل ہے اور تُو اپنے والد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کر اور تعریف کرنے سے نہ تھک کیونکہ آپ کی جو تعریف بھی کی جائے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو بیان نہیں کر سکتی۔ اس قصیدے میں وہ کہتے ہیں عربی شعر ہے:

فَقَبْرُ أَبِيْكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ　　وَفِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

اے فاطمہ! تیرے باپ کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے کیونکہ اس میں رسول کریمؐ دفن ہیں جو تمام انسانوں کے سردار ہیں۔ حضرت ابوسفیان کی وفات پندرہ ہجری یا بیس ہجری میں ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

عبداللہ بن ابوامیہ جو دوسرے تھے ان کا مختصر تعارف یہ ہے۔ ان کا نام حذیفہ آتا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ کے بیٹے تھے۔ اس نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھی تھے اور ام المومنین حضرت ام سَلَمَہؓ کے بھائی تھے۔ جب آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید مخالف ہو گئے اور مخالفت کرنے والوں میں بہت بڑھ گئے تھے۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ یَنۡۢبُوۡعًا (بنی اسرائیل: 91) اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم ہرگز تیری کوئی بات نہیں مانیں گے جب تک ایسا نہ ہو کہ تو ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری کرے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والے یہی عبداللہ بن ابوامیہ تھے لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے بڑی جانفشانی سے جنگِ حنین میں حصہ لیا اور غزوۂ طائف میں ایک تیر لگنے سے شہادت پائی۔

(ماخوذ از اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 141 تا 143، جلد 3 صفحہ 176 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (تاریخ الخمیس، جلد 2 صفحہ 474 دار صادر بیروت) (الاستیعاب جلد 3 صفحہ 868 دار الجیل بیروت) (شرح علامہ زرقانی جلد 3 صفحہ 399 تا 401 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح البخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ و یوم حنین ...... حدیث 4317)

اس مہم میں حضرت عباسؓ کی لشکر اسلام میں شمولیت کے بارے میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف سفر شروع کیا تو حضرت عباسؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے مکہ سے رختِ سفر باندھا۔ حضرت عباس جُحۡفَہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ ملے۔ جُحۡفَہ مکہ سے چھہتر میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت عباس نے اپنے سامان کو مدینہ بھیج دیا اور خود واپس مکہ کی طرف آپ کے ساتھ سفر شروع کر دیا۔

(سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 213-214 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (الروض المعطار فی خبر الاأ قطار صفحہ 156 مکتبہ لبنان 1984ء)

حضرت عباس بن عبدالمطَّلِبؓ کا مختصر تعارف یہ ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین سال بڑے تھے۔ اپنے بیٹے فضل بن عباس کی وجہ سے ابوالفضل کی کنیت سے مشہور تھے۔ حضرت ابوطالب کے بعد 'سِقَایَا' یعنی حاجیوں کو پانی پلانا ان کے ذمہ تھا۔ عَقَبَہ کے مقام پر جب انصار کی بیعت ہوئی تو حضرت عباسؓ آپؐ کے ہمراہ تھے اور جنگِ حنین میں آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ بتیس یا تینتیس ہجری کو ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عباسؓ کے قبول اسلام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ بعض کے نزدیک انہوں نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ بعض کے نزدیک جنگِ بدر سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور بعض کے نزدیک جنگِ خیبر کے قریب اسلام قبول کیا اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق بیعتِ عَقَبَہ ثانیہ تک انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ چنانچہ آپؓ بیعتِ عَقَبَہ ثانیہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس کو ساتھ لیا جو ابھی تک مشرک تھے مگر آپ سے محبت رکھتے تھے۔ زیادہ غالب امکان ہے کہ حضرت عباسؓ نے جنگِ بدر سے پہلے تک اسلام قبول کر لیا ہو گا۔ البتہ اس بات پر تمام مؤرخین اور سیرت نگار متفق ہیں کہ مکہ میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا تاکہ مکہ اور اہل مکہ کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی رہیں اور یہ بھی روایت میں ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا تھا کہ آپؓ کا مکہ میں ٹھہرے رہنا زیادہ مفید ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 810 تا 812، 817) (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 163، 164 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(صحابہ کرام و تابعین کی زندگیوں کا تعارف تالیف محمد ناصر الدین صفحہ 588) (منتخب سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، از پروفیسر ڈاکٹر

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affaliated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

عبدالعزیز بن ابراہیم العمری صفحہ 393)(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 228)

فتح مکہ کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خواب بھی تھا جس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا خواب بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے خواب دکھایا گیا ہے اور میں نے خواب میں آپ کو دیکھا کہ ہم مکہ کے قریب ہو گئے ہیں۔ ایک کتیا بھونکتے ہوئے ہماری طرف آئی۔ پھر جب ہم اس کے قریب ہوئے تو وہ پشت کے بل لیٹ گئی اور اس سے دودھ بہنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان مکہ والوں کا شر دُور ہو گیا اور نفع قریب ہو گیا۔ آپؐ نے یہ تعبیر فرمائی۔ وہ تمہاری قرابت داری کا واسطہ دے کر تمہاری پناہ میں آئیں گے اور تم ان میں سے بعض سے ملنے والے ہو۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ تم ابوسفیان کو پاؤ تو اسے قتل نہ کرنا۔ یہ دوسرے ابوسفیان ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 5 صفحہ 48 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال آپؐ کے لشکر کا سفر جاری رہا اور مَرُّ الظَّهْرَان میں آپؐ نے پڑاؤ فرمایا۔ لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین فوجی حکمتِ عملی اور دعاؤں کے سبب اتنا بڑا معجزہ رونما ہوتا ہے کہ مدینہ سے چلنے والا دس ہزار کا لشکر تقریباً چار سو کلومیٹر کا سفر کرتا ہوا مکہ کے عین پانچ میل کے فاصلے پر ڈیرے لگا چکا ہے لیکن ابھی تک مکہ والوں کو کانوں کان خبر بھی نہیں پہنچی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے وقت مَرُّ الظَّهْرَان میں پڑاؤ کیا جو مکہ اور عُسفان کے درمیان مکہ سے پانچ میل کے فاصلے پہ ایک مقام ہے۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو حکم دیا تو انہوں نے دس ہزار آگیں روشن کیں۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو لشکر کی نگہداشت کے لیے مقرر کیا۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 213-214 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(ماخوذ از انسائیکلوپیڈیا سیرت النبیؐ صفحہ 188 دار السلام)

(معجم البلدان جلد 5 صفحہ 123 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ اسلامی لشکر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کس طرح اسلامی لشکر کے بغیر کسی کو خبر ہوئے مکہ پہنچنے کے سامان ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ”احزاب کی تاریخ کے سوا اتنا بڑا لشکر عرب کی تاریخ میں تیار نہیں ہوا۔ احزاب میں دس بارہ ہزار آدمی تھا گویا عرب کی تاریخ میں اتنے بڑے لشکر کی یہ دوسری مثال تھی۔“ جو مسلمانوں کا تھا ”لیکن مدینہ سے اتنا بڑا لشکر نکلتا ہے اور کسی کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی اور پھر اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر یہ دکھاتا ہے کہ میں اس نوبت خانہ کو بجاتا ہوں جو میرا ہے اور اس نوبت خانہ کو توڑ رہا ہوں جو ان کا ہے۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو آپؐ نے فرمایا اے میرے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مکہ والوں کے کانوں کو بہرہ کر دے اور ان کے جاسوسوں کو اندھا کر دے۔ نہ وہ ہمیں دیکھیں اور نہ ان کے کانوں تک ہماری کوئی بات پہنچے۔ چنانچہ آپؐ نکلے۔ مدینہ میں سینکڑوں منافق موجود تھا لیکن دس ہزار کا لشکر مدینہ سے نکلتا ہے اور کوئی اطلاع مکہ میں نہیں پہنچتی۔“

(سیر روحانی (7) انوار العلوم جلد 24 صفحہ 262)

وہاں گو سات ہزار ہی تھے لیکن پھر بھی بہت بڑی تعداد تھی اور رستے میں شامل ہوتے گئے لیکن مدینہ والوں کو، منافقوں کو پھر بھی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ خبر پہنچا سکیں۔ جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ ابھی تک قریش یا اہل مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی بلکہ مکہ کے قریب تک آ جانے کی کوئی خبر نہیں پہنچی۔ وہ اس بات سے فکرمند ضرور تھے کہ آپ ان پر حملہ آور ہوں گے لیکن انہیں امید نہیں تھی کہ مسلمان ان پر حملہ کر سکتے ہیں البتہ اہل مکہ کسی قدر چوکنے ضرور ہو گئے تھے اور وہ رات کے وقت بھی اردگرد کا احوال دیکھنے کے لیے گشت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح ایک رات ابوسفیان مکہ کے دو سرداروں حکیم بن حِزَام اور بُدَیل بن وَرْقَاء کے ساتھ گشت کر رہے تھے۔ انہوں نے لشکر، خیمے اور آگ دیکھی گویا کہ وہ عرفات کی آگ ہو۔ اب وہ آپس میں اندازے لگاتے ہوئے کہنے لگے کہ بنو کعب یعنی خُزَاعَہ ہوں گے۔ انہیں ابھی تازہ ہونے والی جنگ نے مشتعل کر دیا ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگے۔ اندازے لگا رہے تھے ناں۔ کہ ان کی تعداد اس قدر نہیں ہے۔ وہ نہیں ہو سکتے۔ پھر کہنے لگے کہ بنو ہَوَازِن ہوں گے۔ پھر خود ہی نفی کر دی کہ وہ بھی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اندازے لگا رہے تھے کہ انہوں نے گھوڑوں کے ہنہنانے اور اونٹوں کی آوازیں سنیں۔ اس سب نے انہیں شدید خوفزدہ کر دیا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 213-214 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(فتح مکہ از باشمیل صفحہ 199 نفیس اکیڈمی کراچی)

ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس جو اردگرد کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لے گئے۔ ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر ابوسفیان کے قریب آنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی۔ چنانچہ حضرت ابولیلیٰؓ سے روایت ہے کہ ہم مَرُّ الظَّهْرَان کے مقام پر آپؐ کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان اَرَاک میں ہے جو مکہ کے قریب ایک وادی ہے اسے پکڑ لاؤ۔ ہم وہاں گئے اور اسے پکڑ لیا۔ ابن عُقْبَہ نے لکھا ہے کہ ابوسفیان، حکیم بن حِزَام اور بُدَیل بن وَرْقَاء کو علم تک نہ ہوا یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ کے اس گروہ نے انہیں جا پکڑا جن کو آپؐ نے جاسوس کے طور پر بھیجا تھا۔ انہوں نے ان کے اونٹوں کی نکیلیں پکڑ لیں۔ ابوسفیان وغیرہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اتنا بڑا لشکر کسی قوم کے درمیان اترا ہو لیکن وہ اسے جانتے نہ ہوں۔ بغیر اطلاع کے اتنا بڑا لشکر کس طرح آ گیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران پہنچے تو حضرت عباسؓ کا دل اہلِ مکہ کے لیے نرم ہوا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید شَہْبَاء نامی خچر پر سوار ہو کر مقام اَراک تک آئے اور دل میں سوچا کہ شاید کوئی آدمی مل جائے جو مکہ والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع دے دے اور ان سے کہے کہ وہ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن کی درخواست کریں قبل اس کے کہ آپ بزور طاقت مکہ میں داخل ہوں۔ وہ ابھی یہ بات سوچ ہی رہے تھے کہ انہوں نے ابوسفیان، حکیم بن حِزَام اور بُدَیل بن وَرْقَاء کی آواز سنی۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا میں نے آج تک نہ کبھی ایسی آگ دیکھی ہے نہ فوج اور بُدَیل کہہ رہا تھا اللہ کی قسم! یہ خُزَاعَہ والوں کی آگ ہے۔ جنگ کی خواہش نے ان کے جذبات کو بھڑکا دیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! خُزَاعَہ والے کمزور اور تعداد میں کم ہیں۔ یہ ان کی آگ اور فوج نہیں ہو سکتی۔ حضرت عباس نے ان کی آوازیں سن لیں اور ان کو پہچان لیا اور ابوسفیان نے بھی انہیں پہچان لیا۔ حضرت عباس ابوسفیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور ان کے دونوں ساتھی واپس چلے گئے۔ اکیلے ابوسفیان کو لے گئے دوسرے ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس انہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔

(ماخوذ از سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 214 تا 216 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(معجم البلدان مترجم ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ 37 الفیصل ناشران لاہور)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ ”اِدھر تو“ مسلمانوں کا ”یہ لشکر مکہ کی طرف مارچ کرتا چلا جا رہا تھا اور اُدھر مکہ والے اِس خاموشی کی وجہ سے جو فضا پر طاری تھی زیادہ سے زیادہ خوف زدہ ہوتے جاتے تھے۔ آخر انہوں نے مشورہ کر کے ابوسفیان کو پھر اِس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مکہ سے باہر نکل کر پتہ تو لے کہ مسلمان کیا کرنا چاہتے ہیں۔ مکہ سے ایک منزل باہر نکلنے پر ہی ابوسفیان نے رات کے وقت جنگل کو آگ سے روشن پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ تمام خیموں کے آگے آگ جلائی جائے۔ جنگل میں دس ہزار اشخاص کے لیے خیموں کے آگے بھڑکتی ہوئی آگ ایک ہیبت ناک نظارہ پیش کر رہی تھی۔ ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا آسمان سے کوئی لشکر اترا ہے؟ کیونکہ عرب کی کسی قوم کا لشکر اتنا بڑا نہیں ہے۔ اس کے ساتھیوں نے مختلف قبائل کے نام لیے لیکن اس نے کہا نہیں نہیں۔ عرب کے قبائل میں سے کسی قوم کا لشکر بھی اتنا بڑا کہاں ہو سکتا ہے۔ وہ یہ بات کر ہی رہا تھا کہ اندھیرے میں سے آواز آئی۔ ابوحَنْظَلَہ! (یہ ابوسفیان کی کنیت تھی) ابوسفیان نے کہا عباس! تم یہاں کہاں؟ انہوں نے جواب دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر سامنے ہے اور اگر تم لوگوں نے جلد جلد کوئی تدبیر نہ کر لی تو شکست اور ذلت تمہارے لیے بالکل تیار ہے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 337-338)

یعنی یہی ہے کہ اب صلح کی طرف آ جاؤ۔

بہرحال اس کے آگے تفصیل میں مزید بھی ہے۔ کافی لمبی اس کی تفصیلیں ہیں ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا اور جیسا کہ میں ہمیشہ کہتا ہوں دعاؤں کی طرف توجہ دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فسادوں سے بچائے اور ابھی اوپر نیچے جو صورتحال ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ بہتر کرے کہ یہ بہتری کی طرف چلی جائے۔ مزید تباہی کی طرف نہ جائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۱/جولائی ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ”سلام“۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ، کیونکہ یہ بھی علم کی بات ہے کہ انسان جس بات کو نہیں جانتا اسکے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

خطبہ جمعہ

رسول اللہؐ نے فرمایا آج کا دن تو رحمت کا دن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت عطا کرے گا اور اللہ تعالیٰ قریش کو حقیقی عزت عطا فرمائے گا

ابوسفیان نے صحابہ کو نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور کہا:
مَیں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا ہے اور قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے لیکن ان کی قوموں کو ان کا اتنا فدائی نہیں دیکھا جتنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اس کی فدائی ہے

’’آپؐ نے فرمایا......
جو شخص ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو مسجد کعبہ میں گھس جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔
جو اپنے ہتھیار پھینک دے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔
جو حکیم بن حزام کے گھر میں چلا جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔‘‘

’’آپؐ نے فرمایا بلالؓ کا جھنڈا کھڑا کرو اور ان مکّہ کے سرداروں کو جو جوتیاں لے کر اس کے سینہ پر ناچا کرتے تھے، جو اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹا کرتے تھے، جو اسے تپتی ریتوں پر لٹایا کرتے تھے کہہ دو کہ اگر اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی جان بچانی ہے تو بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے آ جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، جب سے انسان کو طاقت حاصل ہوئی ہے اور جب سے کوئی انسان دوسرے انسان سے اپنے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہوا ہے اور اس کو طاقت ملی ہے اِس قسم کا عظیم الشان بدلہ کسی انسان نے نہیں لیا...... یہ وہ بدلہ تھا جو یوسفؑ کے بدلہ سے بھی زیادہ شاندار تھا اِس لیے کہ یوسفؑ نے اپنے باپ کی خاطر اپنے بھائیوں کو معاف کیا تھا۔ جس کی خاطر کیا وہ اس کا باپ تھا اور جن کو کیا وہ اس کے بھائی تھے اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچوں اور بھائیوں کو ایک غلام کی جوتیوں کے طفیل معاف کیا۔ بھلا یوسفؑ کا بدلہ اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔‘‘
(حضرت مصلح موعودؓ)

غزوۂ فتح مکّہ کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا پُر معارف بیان

مکرمہ امینہ شہناز صاحبہ اہلیہ مکرم انعام اللہ صاحب آف لاہور کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27/جون 2025ء بمطابق 27/احسان 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گذشتہ خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر کے ساتھ خاموشی سے مکّہ کے قریب پہنچنے اور پڑاؤ ڈالنے کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپؐ نے دس ہزار جگہ آگ روشن کروائی۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے اس چیز کو دیکھا تو سخت گھبرا گئے۔ اس کی کچھ تفصیل پہلے بیان ہوئی تھی۔ اس ضمن میں مزید تفصیل بیان کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ یہ تفصیل ایک جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ’’چونکہ عباسؓ ابوسفیان کے پرانے دوست تھے اس لیے ...... انہوں نے ابوسفیان سے اصرار کیا کہ وہ ان کے ساتھ سواری پر بیٹھ جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اونٹ پر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اونٹ کو ایڑی لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے۔ حضرت عباس ڈرتے تھے کہ حضرت عمرؓ جو ان کے ساتھ پہرہ پر مقرر تھے کہیں اس کو قتل نہ کر دیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرما چکے تھے کہ اگر ابوسفیان تم میں سے کسی کو ملے تو اسے قتل نہ کرنا۔ یہ سارا نظارہ ابوسفیان کے دل میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر چکا تھا۔ ابوسفیان نے دیکھا کہ چند ہی سال پہلے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک ساتھی کے ساتھ مکّہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن ابھی سات ہی سال گزر رہے ہیں کہ وہ دس ہزار قدوسیوں سمیت مکّہ پر بِلا ظلم اور بِلا تعدّی کے جائز طور پر حملہ آور ہوا ہے اور مکّہ والوں میں طاقت نہیں کہ اِس کو روک سکیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس تک پہنچتے پہنچتے کچھ ان خیالات کی وجہ سے اور کچھ دہشت اور خوف کی وجہ سے ابوسفیان مبہوت سا ہو چکا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھی تو حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور رات اپنے پاس رکھو۔ صبح اِسے میرے پاس لانا۔ چنانچہ رات ابوسفیان حضرت عباسؓ کے ساتھ رہا۔ جب صبح اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو فجر کی نماز کا وقت تھا۔ مکّہ کے لوگ صبح اٹھ کر نماز پڑھنے کو کیا جانتے تھے۔ اس نے اِدھر اُدھر مسلمانوں کو پانی کے بھرے ہوئے لوٹے لے کر آتے جاتے دیکھا اور اسے نظر آیا کہ کوئی وضو کر رہا ہے، کوئی صف بندی کر رہا ہے تو ابوسفیان نے سمجھا کہ شاید میرے لیے کوئی نئی قسم کا عذاب تجویز ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے گھبرا کر حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ یہ لوگ صبح صبح یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا تمہارے لیے ڈرنے کی وجہ نہیں۔ یہ لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے دیکھا کہ ہزاروں ہزار مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے ہیں اور جب آپؐ رکوع کرتے ہیں تو سب کے سب رکوع کرتے ہیں اور جب آپؐ سجدہ کرتے ہیں تو سب کے سب سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت عباسؓ چونکہ پہرہ پر ہونے کی وجہ سے نماز میں شامل نہیں ہوئے تھے، ابوسفیان نے ان سے پوچھا اب یہ کیا کر رہے ہیں؟ میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں وہی یہ لوگ کرنے لگ جاتے ہیں۔ عباسؓ نے کہا تم کن خیالات میں پڑے ہو۔ یہ تو نماز ادا ہو رہی ہے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان کو حکم دیں کہ کھانا پینا چھوڑ دو تو یہ لوگ کھانا اور پینا بھی چھوڑ دیں۔ ابوسفیان نے کہا مَیں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا ہے اور قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے لیکن ان کی قوموں کو ان کا اتنا فدائی نہیں دیکھا جتنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اس کی فدائی ہے۔ پھر عباسؓ نے کہا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج یہ درخواست کرو کہ آپ اپنی قوم سے عفو کا معاملہ کریں؟ جب نماز ختم ہو چکی تو حضرت عباسؓ ابوسفیان کو لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھ پر یہ حقیقت روشن ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نہایت ہی حلیم، نہایت ہی شریف اور نہایت ہی صلہ رحمی کرنے والے انسان ہیں۔ میں اب یہ بات تو سمجھ چکا ہوں کہ اگر خدا کے سوا کوئی اَور معبود ہوتا تو کچھ تو ہماری مدد کرتا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سمجھ لو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابوسفیان نے کہا‘‘ پھر اس نے یہی کہا کہ ’’میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اِس بارہ میں ابھی میرے دل میں کچھ شبہات ہیں۔ مگر ابوسفیان کے تردّد کے باوجود اس کے دونوں ساتھی جو اس کے ساتھ ہی مکّہ سے باہر مسلمانوں کے لشکر کی خبر لینے کے لیے آئے تھے اور جن میں سے ایک حکیم بن حزام تھے وہ مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد ابوسفیان بھی اسلام لے آیا، مگر اس کا دل غالباً فتح مکّہ کے بعد پوری طرح کھلا۔ ایمان لانے کے بعد حکیم بن حزام نے کہا۔ یارسول اللہ! کیا یہ لشکر آپ اپنی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے اٹھا لائے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان لوگوں نے ظلم کیا، اِن لوگوں نے گناہ کیا اور تم لوگوں نے حدیبیہ میں باندھے ہوئے عہد کو توڑ دیا اور خُزاعہ کے خلاف ظالمانہ جنگ کی۔ اس مقدس مقام پر جنگ کی جس کو خدا نے امن عطا فرمایا ہوا تھا۔ حکیم نے کہا یا رسول اللہ! ٹھیک ہے آپ کی قوم نے بیشک ایسا ہی کیا ہے لیکن آپ کو تو چاہیے تھا کہ بجائے مکّہ پر حملہ کرنے کے ہَوازِن قوم پر حملہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم بھی ظالم ہے لیکن میں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مکّہ کی فتح اور اسلام کا غلبہ اور ہَوازِن کی شکست یہ ساری باتیں میرے ہی ہاتھ پر پوری کرے گا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا۔ یارسول اللہ! اگر مکّہ کے لوگ تلوار نہ اٹھائیں تو کیا وہ امن میں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! ہر شخص جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے امن دیا جائے گا۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان فخر پسند آدمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری عزت کا بھی کوئی سامان کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا بہت اچھا۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو مسجد کعبہ میں گھس جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو اپنے ہتھیار پھینک دے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں چلا جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 338 تا 340)

یہ ساری تفصیل دیباچہ تفسیر القرآن میں آپؓ نے درج فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوسفیان ایک بڑا ضعیف القلب اور کم فراست والا آدمی تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ پر فتح پائی تو اسے کہا کہ کیا تُو اب بھی نہیں سمجھتا؟ تجھے اب تک پتہ نہیں لگا کہ یہ انسانی ہاتھ کا کام نہیں ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ اب سمجھ آ گئی ہے کہ تیرا خدا سچا ہے اگر ان بتوں میں کچھ ہوتا تو یہ ہماری اس وقت مدد کرتے۔ پھر جب اسے کہا گیا کہ تُو میری نبوت پر ایمان لاتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، اس سے سوال کیا تو اس نے تردّد ظاہر کیا اور اس کی سمجھ میں توحید آئی اور نبوت نہ آئی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ بعض مادے ہی ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں فراست کم ہوتی ہے جو توحید کی دلیل تھی وہی نبوت کی دلیل تھی مگر ابوسفیان اس میں تفریق کرتا رہا۔ اس نے توحید اور نبوت کو علیحدہ کر دیا تو آپ فرماتے ہیں کہ سب ایک طبقہ کے انسان نہیں ہوتے۔ کوئی اول جیسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان جیسے ہوتے ہیں کوئی اوسط درجہ کے اور کوئی آخر درجہ کے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 414، ایڈیشن 2022ء)

ابن عُقبہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان اور حکیم بن حزام واپس جا رہے تھے تو حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! مجھے ابوسفیان کے اسلام کے بارے میں خدشہ ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ اسے واپس بلا لیں یہاں تک کہ وہ اسلام کو سمجھ لے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کے لشکروں کو دیکھ لے۔ ابن ابی شَیبہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان واپس جانے لگا تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپؐ ابوسفیان کے بارے میں حکم دیں تو اس کو راستہ میں روک لیا جائے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان واپس جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ابوسفیان کو وادی کی گھاٹی میں روک لو۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو جا کر روک لیا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا اے بنی ہاشم! کیا تم دھوکا دیتے ہو؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا اہلِ نبوت دھوکا نہیں دیتے۔ ایک اور روایت کے مطابق انہوں نے کہا ہم ہرگز دھوکا دینے والے نہیں البتہ تُو صبح تک انتظار کر یہاں تک کہ تُو اللہ کے لشکر کو دیکھے اور اس کو دیکھے جو اللہ نے مشرکوں کے لیے تیار کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو اس گھاٹی میں روکے رکھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 218 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مختلف قبائل ایک ایک دستہ ہو کر ابوسفیان کے سامنے سے گزرنے لگے۔ جب ایک دستہ گزرا تو اس نے کہا اے عباس! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ غِفار ہیں۔ غِفار قبیلے کے۔ اس نے کہا مجھے غِفار سے کیا سروکار۔ پھر جُھَینَہ گزرے تو اس نے ویسے ہی کہا۔ پھر سعد بن ھُذَیم گزرے تو اس نے ویسے ہی کہا کہ مجھے ان لوگوں سے کیا لینا۔ پھر سُلَیم گزرے تو اس نے پھر ویسے ہی کہا یہاں تک کہ ایک دستہ ایسا آیا کہ اس جیسا اس نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کہا یہ کون ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا یہ انصار ہیں ان کے سردار حضرت سعد بن عُبَادہؓ ہیں جن کے پاس جھنڈا ہے۔ حضرت سعد بن عُبَادہؓ نے جوش سے کہا اے ابوسفیان آج کا روز لڑائی کا روز ہے۔ آج کعبہ کی حرمت نہیں رہے گی۔ ابوسفیان نے یہ سن کر کہا۔ عباس! بربادی کا یہ دن کیا خوب ہوگا اگر مقابلے کا موقع مل جاتا۔ کہتے ہیں لڑتے تو پھر تو ٹھیک تھا اب تو ہم لڑ بھی نہیں سکتے۔ پھر ایک دستہ آیا اور وہ تمام دستوں سے چھوٹا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپؐ کے صحابہ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبیؐ الرایۃ یوم الفتح؟ حدیث 4280)

ایک دوسری روایت میں یہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے اپنی قوم کے قتلِ عام کا حکم دے دیا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ سعد بن عُبَادہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ وہ اس اس طرح کہہ رہا تھا میں آپ کو آپ کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔ آپ سارے لوگوں سے زیادہ پاکباز، صلہ رحمی کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد نے غلط کہا۔ آج کا دن تو رحمت کا دن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت عطا کرے گا اور اللہ تعالیٰ قریش کو حقیقی عزت عطا فرمائے گا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ نے جو کہا تھا وہ مہاجرین میں سے کسی نے سن لیا۔ ابن ہشام نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عمرؓ تھے جنہوں نے سنا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم امن میں نہیں۔ شاید حضرت سعد قریش پر حملہ کر دیں۔ دوسری روایت کے مطابق یہ بات حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمانؓ نے کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے جھنڈا لیا اور ان کے بیٹے حضرت قیسؓ کو عطا کر دیا۔ (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 221-222 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تاریخوں کی کتابوں سے لے کے بیان فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ''جس وقت یہ لشکر ابوسفیان کے سامنے سے گزر رہا تھا انصار کے کمانڈر سعد بن عُبَادہؓ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا آج خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے مکّہ میں داخل ہونا تلوار کے زور سے حلال کر دیا ہے۔ آج قریشی قوم ذلیل کر دی جائے گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے بلند آواز سے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کی اجازت دے دی ہے؟ ابھی ابھی انصار کے سردار سعدؓ اور ان کے ساتھی ایسا ایسا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے بلند آواز یہ کہا ہے کہ آج لڑائی ہوگی اور مکّہ کی حرمت آج ہم کو لڑائی سے باز نہیں رکھ سکے گی اور قریش کو ہم ذلیل کر کے چھوڑیں گے۔ یا رسول اللہ! آپ تو دنیا میں سب سے زیادہ نیک، سب سے زیادہ رحیم اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے انسان ہیں۔ کیا آج اپنی قوم کے ظلموں کو بھول نہ جائیں گے؟ ابوسفیان کی یہ شکایت و التجاء سن کر وہ مہاجرین بھی جن کو مکّہ کی گلیوں میں پیٹا اور مارا جاتا تھا، جن کو گھروں اور جائیدادوں سے بے دخل کیا جاتا تھا تڑپ گئے اور ان کے دلوں میں بھی مکّہ کے لوگوں کی نسبت رحم پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! انصار نے مکّہ والوں کے مظالم کے جو واقعات سنے ہوئے ہیں آج ان کی وجہ سے ہم نہیں جانتے کہ وہ قریش کے ساتھ کیا معاملہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان! سعدؓ نے غلط کہا ہے آج رحم کا دن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ قریش اور خانہ کعبہ کو عزت بخشنے والا ہے۔ پھر آپؐ نے ایک آدمی کو سعدؓ کی طرف بھجوایا اور فرمایا اپنا جھنڈا اپنے بیٹے قیس کو دے دو کہ وہ تمہاری جگہ انصار کے لشکر کا کمانڈر ہوگا۔ اس طرح آپؐ نے مکّہ والوں کا دل بھی رکھ لیا اور انصار کے دلوں کو بھی صدمہ پہنچنے سے محفوظ رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیسؓ پر پورا اعتبار بھی تھا کیونکہ قیسؓ نہایت ہی شریف طبیعت کے نوجوان تھے۔ ایسے شریف کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کی وفات کے قریب جب بعض لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے اور بعض نہ آئے تو انہوں نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض جو میرے واقف ہیں میری عیادت کے لیے نہیں آئے۔ ان کے دوستوں نے کہا آپ بڑے مخیر آدمی ہیں۔ آپ ہر شخص کو اس کی تکلیف کے وقت قرضہ دے دیتے ہیں۔ شہر کے بہت سے لوگ آپ کے مقروض ہیں اور وہ اس لیے آپ کی عیادت کے لیے نہیں آئے کہ شاید آپ کو ضرورت ہو اور آپ ان سے روپیہ مانگ بیٹھیں۔ آپؓ نے فرمایا اوہو میرے دوستوں کو بِلا وجہ تکلیف ہوئی۔ میری طرف سے تمام شہر میں منادی کر دو کہ ہر شخص جس پر قیس کا قرضہ ہے وہ اسے معاف ہے۔ اِس پر اِس قدر لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے کہ ان کے مکان کی سیڑھیاں ٹوٹ گئیں۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 342-343)

ابن ابی شَیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اہل مکّہ کے پاس جاؤں اور انہیں دعوت دوں اور آپ انہیں امن عطا کر دیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید شَھْبَاء نامی خچر پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ وہ مکّہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے کہا اے اہلِ مکّہ! اسلام لے آؤ نجات پا جاؤ گے۔ تمہارے پاس اتنا بڑا لشکر آیا ہے کہ جس کا مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 223 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''جب لشکر گزر چکا تو عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا۔'' یہ دیکھ رہا تھا جیسے بیان ہوا ہے کہ سامنے سے لشکر گزر رہا تھا۔ ابوسفیان سے کہا کہ ''اب اپنی سواری دوڑا کر مکّہ پہنچو اور ان لوگوں کو اطلاع دے دو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں اور انہوں نے اِس اِس شکل میں مکّہ کے لوگوں کو امان دی ہے۔ جبکہ ابوسفیان اپنے دل میں خوش تھا کہ مَیں نے مکّہ کے لوگوں کی نجات کا رستہ نکال لیا ہے۔ اس کی بیوی ہندہ نے جو ابتدائے اسلام سے مسلمانوں سے بغض اور کینہ رکھنے کی لوگوں کو تعلیم دیتی چلی آئی تھی اور باوجود کافر ہونے کے فی الحقیقت ایک بہادر عورت تھی آگے بڑھ کر اپنے خاوند کی داڑھی پکڑی اور مکّہ والوں کو آوازیں دینی شروع کیں کہ آؤ اور اِس بڈھے احمق کو قتل کر دو کہ بجائے اِس کے کہ تم کو یہ نصیحت کرتا کہ جاؤ اور اپنی جانوں اور اپنے شہر کی عزت کے لیے لڑتے ہوئے مارے جاؤ یہ تم میں امن کا اعلان کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے اس کی حرکت کو دیکھ کر کہا کہ بے وقوف یہ اِن باتوں کا وقت نہیں جا اور اپنے گھر میں چھپ جا۔ میں اس لشکر کو دیکھ کر آیا ہوں جس لشکر کے مقابلہ کی

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے، جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

طاقت سارے عرب میں نہیں ہے۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 343-344)

اسلامی لشکر کے مکّہ میں داخل ہونے کا واقعہ لکھا ہے۔ بخاری میں حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ مکّہ کے بالائی حصہ کَدَاء سے داخل ہوں۔ وہ اپنا جھنڈا حَجُون میں گاڑ دیں اور آپ کے آنے تک جگہ نہ چھوڑیں۔ حجون وادی مُحَصَّب کی طرف ایک پہاڑ ہے جو بیت اللہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر کے دائیں طرف، دائیں حصہ پر مقرر تھے۔ ان کے دستے میں اَسلم، سُلَیم، غِفار، مُزَینہ اور جُہَینہ کے قبائل شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ مکّہ مکرمہ کے نشیبی علاقے لِیط سے داخل ہوں۔ آپ نے انہیں قریبی گھروں کے پاس جھنڈا گاڑ دینے کا حکم دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرَّاحؓ کا تقرر پیادہ دستے پر کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ لڑائی سے اپنے ہاتھ روکے رکھیں۔ لڑائی نہیں کرنی۔ صرف اس کے ساتھ قتال کریں جو ان کے ساتھ قتال کرے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ صَفْوَان، عِکْرِمَہ اور سُھَیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کے لیے لوگوں کو بلایا۔ انہوں نے لوگوں کو خَنْدَمَہ میں جمع کیا جو منیٰ کے راستے میں مکّہ کا ایک مشہور پہاڑ ہے۔ قریش، بنوبکر اور ھُذَیل کے لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ انہوں نے ہتھیار پہن رکھے تھے۔ وہ اللہ کی قسمیں کھا رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی طاقت سے مکّہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

بنو دِیل یعنی بنوبکر کے ایک شخص حِمَاش بن قَیس نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں سنا تو وہ اپنے ہتھیار درست کرنے لگا۔ اس کی بیوی نے اسے کہا کہ یہ تیاری کس لیے ہو رہی ہے؟ اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کے لیے۔ اس عورت نے کہا بخدا! آج محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ عقل مند عورت تھی۔ حِمَاش بن قیس نے نہایت تکبر سے اور تمسخرانہ انداز میں کہا مجھے امید ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو تیری خدمت میں پیش کر دوں گا یعنی مسلمان کو غلام بنا کر لاؤں گا۔ تمہیں ایک شخص کی ضرورت ہے جو تمہاری خدمت کرے تو تمہارے لیے غلام لے کے آؤں گا۔ اس عورت نے کہا تیرے لیے بربادی ہو ایسا نہ کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال نہ کرو۔ بخدا! تمہاری رائے درست نہیں ہے۔ کاش تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہوتا۔ حِمَاش نے کہا تم عنقریب دیکھ لوگی۔ پھر وہ صفوان، عکرمہ اور سُہیل کے ساتھ خندمہ چلا گیا۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ وہاں سے اس طرح داخل ہوئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا تو انہوں نے ایک جتھہ دیکھا جنہوں نے انہیں داخل ہونے سے روکا اور ان کے لیے ہتھیار لہرائے اور ان پر تیر اندازی کی۔ انہوں نے کہا تم طاقت کے ذریعہ یہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور مشرکین کے ساتھ جنگ ہوئی۔ بنوبکر کے بیس اور ھُذَیل کے تین یا چار افراد مارے گئے ابن اسحاق کے مطابق مشرکین کے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے۔ انہیں بری طرح شکست ہوئی۔ وہ ہر طرف بکھر گئے۔ ایک گروہ پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ حِمَاش بن قیس جو بڑے فخر سے اپنی بیوی کو جواب دے رہا تھا وہ وہاں سے بھاگا اور اپنے گھر پہنچ کر بیوی سے کہا دروازہ بند کر دو۔ بیوی نے اپنے خاوند سے پوچھا کہ وہ تمہارے دعوے کہاں گئے؟ تم نے تو ابھی کہا تھا میں غلام لے کے آؤں گا تو اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں جواب دیا اور کچھ شعر پڑھے، پڑھ کر سنائے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اگر تو خندمہ کی جنگ خود دیکھ لیتی جب صفوان بھی بھاگ کھڑا ہوا اور عکرمہ بھی۔ ان سب کا استقبال تلواروں نے کیا۔ تلواریں ہر کلائی اور ہر کھوپڑی پر پڑ کر اس کو کاٹ رہی تھیں اور بجز شور کے کچھ سنائی نہ دے رہا تھا۔ ہمارے پیچھے ان کی دھاڑیں اور سینے سے اٹھنے والے غل وغصہ ابلتا ہوا سنائی دے رہا تھا۔ لہٰذا تو اپنی زبان سے ملامت کا چھوٹا سا کلمہ بھی نہ نکال۔

بخاری میں ہے کہ حضرت خالد کے گھڑ سواروں میں سے دو شخص مارے گئے۔ حضرت حُبَیش بن اَشعرؓ اور حضرت کُرز بن جَابِر فِھْرِیؓ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبیؐ الرایۃ یوم الفتح حدیث: 4280) (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 227-228 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 149-150 دار السلام) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 416 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح الباری جلد 8 صفحہ 13 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی) (فرہنگ سیرت صفحہ 116، 100 زوار اکیڈمی)

مکّہ والوں کے لیے امن کے اعلان کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو امان دی اور حکیم بن حزام کو امان دی اور فرمایا کہ مکّہ جا کر اعلان کر دیں کہ جو ہتھیار پھینک دے گا وہ امن میں ہوگا۔ جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امان پائے گا۔ جو خانہ کعبہ کے صحن میں چلا جائے گا وہ امان پائے گا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امان پائے گا اور جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امان پائے گا۔

اب جب مکّہ والے امان حاصل کر رہے تھے ایسے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار عشاق، وفادار ساتھیوں کو نہیں بھولے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً چند سال پہلے مکّہ کی گلیوں میں کیے جانے والے ظلم وستم بھی یاد آ رہے ہوں گے۔ وہ بلال بھی جس کو رسیوں سے باندھ کر یہاں انہیں پتھریلی گلیوں میں گھسیٹا جایا کرتا تھا۔ آج وہ بلال اس فاتح فوج میں شامل تھا۔ ان کے دل ودماغ میں بھی ظلم وستم کے سارے مناظر تازہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انتقام لینا بھی ضروری سمجھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر خوبصورت انتقام لیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں بیان فرمایا ہے کہ ''اس کے بعد ابی رُوَیحہؓ جن کو آپ نے بلالؓ حبشی غلام کا بھائی بنایا ہوا تھا ان کے متعلق آپؐ نے فرمایا ہم اِس وقت ابی رُوَیحہؓ کو اپنا جھنڈا دیتے ہیں جو شخص ابی رُوَیحہؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوگا ہم اس کو بھی کچھ نہ کہیں گے۔ اور بلالؓ سے کہا تم ساتھ ساتھ یہ اعلان کرتے جاؤ کہ جو شخص ابی رُوَیحہؓ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اس کو امن دیا جائے گا۔

اِس حکم میں کیا ہی لطیف حکمت تھی۔ مکّہ کے لوگ بلالؓ کے پیروں میں رسی ڈال کر اس کو گلیوں میں کھینچا کرتے تھے۔ مکّہ کی گلیاں، مکّہ کے میدان بلالؓ کے لیے امن کی جگہ نہیں تھے بلکہ عذاب اور تذلیل اور تضحیک کی جگہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ بلالؓ کا دل آج انتقام کی طرف بار بار مائل ہوتا ہوگا۔ اِس وفادار ساتھی کا انتقام لینا بھی نہایت ضروری ہے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارا انتقام اسلام کی شان کے مطابق ہو۔ پس آپؐ نے بلالؓ کا انتقام اِس طرح نہ لیا کہ تلوار کے ساتھ اس کے دشمنوں کی گردنیں کاٹ دی جائیں بلکہ اس کے بھائی کے ہاتھ میں ایک بڑا جھنڈا دے کر کھڑا کر دیا اور بلالؓ کو اِس غرض کے لیے مقرر کر دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جو کوئی میرے بھائی کے جھنڈے کے نیچے آ کر کھڑا ہوگا اسے امن دیا جائے گا۔ کیسا شاندار یہ انتقام تھا۔ کیسا حسین یہ انتقام تھا۔ جب بلالؓ بلند آواز سے یہ اعلان کرتا ہوگا کہ اے مکّہ والو! آؤ میرے بھائی کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تمہیں امن دیا جائے گا تو اس کا دل خود ہی انتقام کے جذبات سے خالی ہوتا جاتا ہوگا اور اس نے محسوس کر لیا ہوگا کہ جو انتقام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تجویز کیا ہے اس سے زیادہ شاندار اور اس سے زیادہ حسین انتقام میرے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 340-341)

ایک اور جگہ آپؓ نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ''اِس واقعہ میں جو سب سے زیادہ عظیم الشان بات ہے وہ بلالؓ کا جھنڈا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلالؓ کا جھنڈا بناتے ہیں اور فرماتے ہیں جو شخص بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو جائے گا۔'' یعنی اس کے بھائی کا جھنڈا یہاں اس سے یہی مراد ہے۔ ''اس کو پناہ دی جائے گی حالانکہ سردار تو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مگر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی جھنڈا نہیں کھڑا کیا جاتا۔ آپؐ کے بعد قربانی کرنے والے ابوبکرؓ تھے مگر ابوبکرؓ کا بھی کوئی جھنڈا نہیں کھڑا کیا جاتا۔ ان کے بعد مسلمان ہونے والے رئیس عمرؓ تھے مگر عمرؓ کا بھی کوئی جھنڈا نہیں کھڑا کیا جاتا۔ ان کے بعد عثمانؓ مقبول تھے اور آپؐ کے داماد تھے مگر عثمانؓ کا بھی کوئی جھنڈا نہیں کھڑا کیا جاتا۔ ان کے بعد علیؓ تھے جو آپؐ کے بھائی بھی تھے اور آپؐ کے داماد بھی تھے مگر علیؓ کا کوئی جھنڈا نہیں کھڑا کیا جاتا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف وہ شخص تھے جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آپ وہ شخص ہیں کہ جب تک آپ زندہ ہیں مسلمان قوم میں اختلاف نہیں ہوگا لیکن عبدالرحمٰنؓ کا کوئی جھنڈا نہیں بنایا جاتا۔ پھر عباسؓ آپؐ کے چچا تھے اور بعض دفعہ وہ گستاخی بھی کر لیتے تھے تو آپؐ خفا نہ ہوتے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھی کوئی جھنڈا نہیں بنایا۔ پھر سارے رؤساء اور چوٹی کے آدمی موجود تھے، خالد بن ولیدؓ جو ایک سردار کا بیٹا خود بڑا نامور انسان تھا موجود تھا۔ عمرو بن عاصؓ ایک سردار کا بیٹا تھا اِسی طرح اور بڑے بڑے سرداروں کے بیٹے تھے مگر ان میں سے کسی ایک کا بھی جھنڈا نہیں بنایا جاتا۔ جھنڈا بنایا جاتا ہے تو بلالؓ کا بنایا جاتا ہے۔ کیوں؟ اس کی کیا وجہ تھی؟ اِس کی وجہ یہ تھی کہ خانہ کعبہ پر جب حملہ ہونے لگا تھا ابوبکرؓ دیکھ رہا تھا کہ جن کو مارا جانے والا ہے وہ اس کے بھائی بند ہیں اور اس نے خود بھی کہہ دیا تھا کہ یا رسول اللہؐ! کیا اپنے بھائیوں کو ماریں گے۔ وہ ظلموں کو بھول چکا تھا اور جانتا تھا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ عمرؓ بھی کہتے تو یہی تھے کہ یا رسول اللہ! اِن کافروں کو ماریئے مگر پھر بھی جب آپؐ ان کو معاف کرنے پر آئے تو وہ اپنے دل میں یہی کہتے ہوں گے کہ اچھا ہوا ہمارے بھائی بخشے گئے۔ عثمانؓ اور علیؓ بھی کہتے ہوں گے کہ ہمارے بھائی بخشے گئے۔ اِنہوں نے ہمارے ساتھ سختیاں کر لیں تو کیا ہوا۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو معاف کرتے وقت یہی سمجھتے ہوں گے کہ ان میں میرے چچا بھی تھے، بھائی بھی تھے، اِن میں میرے داماد، عزیز اور رشتہ دار بھی تھے اگر میں نے اِن کو معاف کر دیا تو اچھا ہی ہوا میرے اپنے رشتہ دار بچ گئے۔ صرف ایک شخص تھا جس کی مکّہ میں کوئی رشتہ داری نہیں تھی، جس کی مکّہ میں کوئی طاقت نہ تھی، جس کا مکّہ میں کوئی ساتھی نہ تھا اور اس کی بیکسی کی حالت میں اس پر وہ ظلم کیا جاتا جو نہ ابوبکرؓ پر ہوا، نہ علیؓ پر ہوا، نہ عثمانؓ پر ہوا، نہ عمرؓ پر ہوا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہیں ہوا۔ جلتی اور تپتی ہوئی ریت پر بلالؓ ننگا لٹا دیا جاتا تھا۔ تم دیکھو! ننگے پاؤں بھی مئی اور جون میں نہیں چل سکتے۔'' یہاں تو گرمی کم ہے لیکن گرم ممالک میں ننگے پاؤں بھی نہیں چل سکتے مئی جون کے مہینے میں تو وہاں بھی گرمی میں ننگے پاؤں نہیں چل سکتے۔ ''اس کو ننگا کر کے تپتی ریت پر لِٹا دیا جاتا تھا، پھر کیلوں والے جوتے پہن کر نوجوان اس کے سینے پر ناچتے تھے اور کہتے تھے کہو! خدا کے سِوا اور معبود ہیں۔ کہو محمدؐ رسول اللہ جھوٹا ہے اور بلالؓ آگے سے اپنی حبشی زبان میں جب وہ بہت مارتے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدّنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبّر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی ہے۔ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کیلئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے ...... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 156 تا 157، ایڈیشن 1988)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

تھے کہتے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ وہ شخص آگے سے یہی جواب دیتا تھا کہ تم مجھ پر کتنا بھی ظلم کرو میں نے جب دیکھ لیا ہے کہ خدا ایک ہے تو دو کس طرح کہہ دوں اور جب مجھے پتہ ہے کہ محمد رسول اللہ خدا کے سچے رسول ہیں تو میں انہیں جھوٹا کس طرح کہہ دوں۔ اس پر وہ اور مارنا شروع کر دیتے تھے۔ مہینوں گرمیوں کے موسم میں اس کے ساتھ یہی حال ہوتا تھا۔ اِسی طرح سردیوں میں وہ یہ کرتے تھے کہ ان کے پیروں میں رسی ڈال کر انہیں مکّہ کی پتھروں والی گلیوں میں گھسیٹتے تھے۔ چمڑا ان کا زخمی ہوجاتا تھا۔ وہ گھسیٹتے تھے اور کہتے تھے کہو! جھوٹا ہے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو خدا کے سِوا اور معبود ہیں۔ تو وہ کہتے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اب جبکہ اسلامی لشکر دس ہزار کی تعداد میں داخل ہونے کے لیے آیا۔ بلالؓ کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ آج ان بوٹوں کا بدلہ لیا جائے گا۔ آج ان ماروں کا معاوضہ مجھے ملے گا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا وہ معاف، جو خانہ کعبہ میں داخل ہوگیا وہ معاف، جس نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے وہ معاف، جس نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے وہ معاف۔ تو بلالؓ کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ یہ تو اپنے سارے بھائیوں کو معاف کر رہے ہیں اور اچھا کر رہے ہیں لیکن میرا بدلہ تو رہ گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آج صرف ایک شخص ہے جس کو میرے معاف کرنے سے تکلیف پہنچ سکتی ہے اور وہ بلالؓ ہے کہ جن کو میں معاف کر رہا ہوں وہ اس کے بھائی نہیں۔ جو اس کو دکھ دیا گیا ہے وہ اور کسی کو نہیں دیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا میں اس کا بدلہ لونگا اور اِس طرح لونگا کہ میری نبوت کی بھی شان باقی رہے اور بلالؓ کا دل بھی خوش ہوجائے۔

آپؐ نے فرمایا بلالؓ کا جھنڈا کھڑا کرو اور ان مکّہ کے سرداروں کو جو جوتیاں لے کر اس کے سینہ پر ناچا کرتے تھے، جو اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹا کرتے تھے، جو اسے تپتی ریتوں پر لٹایا کرتے تھے کہہ دو کہ اگر اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی جان بچانی ہے تو بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے آجاؤ۔ میں سمجھتا ہوں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، جب سے انسان کو طاقت حاصل ہوئی ہے اور جب سے کوئی انسان دوسرے انسان سے اپنے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہوا ہے اور اس کو طاقت ملی ہے اِس قسم کا عظیم الشان بدلہ کسی انسان نے نہیں لیا۔

جب بلالؓ کا جھنڈا خانہ کعبہ کے سامنے میدان میں گاڑا گیا ہوگا، جب عرب کے وہ رؤساء جو اس کو پیروں سے مسلا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے بولتا ہے کہ نہیں کہ محمد رسول اللہ جھوٹا ہے جب وہ دوڑ دوڑ کر اور اپنے بیوی بچوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر اور لا لا کر بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے لاتے ہونگے کہ ہماری جان بچ جائے تو اس وقت بلالؓ کا دل اور اس کی جان کس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور ہورہی ہوگی۔ وہ کہتا ہوگا میں نے تو خبر نہیں اِن کفار سے بدلہ لینا تھا یا نہیں یا لے سکتا تھا کہ نہیں۔ اب وہ بدلہ لے لیا گیا ہے کہ ہر شخص جس کی جوتیاں میرے سینہ پر پڑتی تھیں اس کے سر کو میری جوتی پر جھکا دیا گیا ہے۔

یہ وہ بدلہ تھا جو یوسفؑ کے بدلہ سے بھی زیادہ شاندار تھا اِس لیے کہ یوسفؑ نے اپنے باپ کی خاطر اپنے بھائیوں کو معاف کیا تھا۔ جس کی خاطر کیا وہ اس کا باپ تھا اور جن کو کیا وہ اس کے بھائی تھے اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچوں اور بھائیوں کو ایک غلام کی جوتیوں کے طفیل معاف کیا۔ بھلا یوسفؑ کا بدلہ اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔" (سیر روحانی، انوار العلوم جلد 24 صفحہ 270 تا 273)

ایک کمزور شخص جس کا بچپن اور جوانی سرداران قریش کی غلامی میں گزری اس کی ایسی دلجوئی اور ایسی عزت افزائی آپ نے کی ہے جس کی مثال جیسا کہ بیان ہوا ہے تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ یہ ہمیشہ کے لیے یادگار رہے گی۔ پس یہ ہے ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لینے کا اسوہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ فتح مکّہ میں مہاجرین کا شِعار یَا بَنِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰن تھا۔ یعنی اے عبدالرحمٰن کے بیٹو۔ خزرج کا شعار یَا بَنِیْ عَبْدِ اللہ تھا یعنی اے عبداللہ کے بیٹو اور اوس کا شعار یَا بَنِیْ عُبَیْدُ اللہ تھا یعنی اے عبیداللہ کے بیٹو۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 742 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَذَاخِر کے پہاڑی راستے پر آئے جو کَدَاء کا دوسرا نام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ کے روز یہیں سے مکّہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے تلواروں کی چمک دیکھی تو فرمایا کہ میں نے تمہیں قتال سے منع نہیں کیا تھا؟ کہا گیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے بھی شمشیر زنی کی۔ پہلے دشمن نے حملہ کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 103 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فرہنگ سیرت صفحہ 242، 34 زوار اکیڈمی)

یعنی اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا تھا، کافروں کو دکھانا چاہتا تھا کہ آج تم طاقت کے زور پر مسلمانوں کو مکّہ میں داخل ہونے سے روک نہیں سکتے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل فیصلہ ہے جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ یہ تھی مکّہ میں داخل ہونے کی ابتدائی تاریخ جو بیان کی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی اس کا بیان ہوگا۔

اس وقت میں ایک مرحومہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ یہ ہیں مکرمہ امینہ شہناز صاحبہ اہلیہ مکرم انعام اللہ صاحب لاہور جو گذشتہ دنوں ستاون سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد مکرم محمد دین صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1934ء میں پندرہ سال کی عمر میں قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے بیٹے مکرم وجیہ اللہ صاحب سینیگال میں مبلغ ہیں اور وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے اور تدفین میں شامل نہیں ہوسکے۔ ان کے بیٹے وجیہ اللہ صاحب جو مربی ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ ایک انتہائی نیک سیرت خاتون تھیں۔ نماز روزہ کی پابند، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرتی تھیں۔ بچوں کی بھی پوری نگرانی کرتی تھیں۔ خلافت احمدیہ سے بہت محبت کرنے والی تھیں۔ کوئی بھی پریشانی یا خوشی کا علم ہوتا تو مجھے کہا کرتی تھیں کہ خلیفہ وقت کو خط لکھو۔ مہمانوں کی دلجوئی کرنے والی اور اپنی حیثیت سے زیادہ ان کی خدمت کرتی تھیں۔ غیر احمدی ہمسایوں کے ساتھ بھی محبت کا سلوک تھا۔ باوجود اس کے کہ بعض ہمسائے مخالفت بھی کرتے تھے لیکن آپ ہمیشہ ان کا، ہمسائے کا حق ادا کرتی تھیں۔

ان کے میاں انعام اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے ساتھ بہترین زندگی گزاری۔ ساری زندگی جتنی جماعتی خدمت کی توفیق ملی اس میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔ اگر جماعتی کام کی وجہ سے سارا دن یا رات بھی گھر سے باہر رہنا پڑتا تو کبھی شکایت نہیں کی۔ بڑی مہمان نواز تھیں۔ وفات سے ایک ماہ قبل بھی تقریباً بائیس جماعتی مہمانوں کے لیے خود کھانا بنایا۔ غرباء کی ہر ممکن مدد کرتی تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں اپنے مرحومین کی طرف سے بھی چندہ ادا کرتی تھیں۔ اولاد کی تربیت بھی بہترین رنگ میں کرنے کی کوشش کی۔ لمبا عرصہ اپنے حلقہ میں سیکرٹری مال کی خدمت انجام دی اور وفات کے وقت بھی اسی خدمت پر مامور تھیں۔

ان کے بڑے بھائی کہتے ہیں کہ میری بہن محبت کرنے والی اور ہر ایک سے شفقت کرنے والی تھیں۔ پنجوقتہ نمازیں بچپن سے پڑھنے والی، تہجد گزار اور خلافت سے والہانہ محبت کرنے والی، باقاعدہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، بچوں اور خاندان کے دوسرے جو بھی بچے تھے ان کے گھر جاتے تھے ان کو بھی نماز کی پابندی اور تلاوت کرنے کی تلقین کرتیں۔

غیر از جماعت کے ساتھ بھی اچھا تعلق تھا۔ ایک غیر احمدی ہمسائی کہتی ہے کہ میرے ساتھ ان کا بیس سال کا تعلق تھا اور مجھ سے بہنوں جیسا سلوک کیا کرتی تھیں۔ میرے بچوں سے ماں جیسا سلوک تھا۔ میرے بچے بھی ان کو امی جی ہی کہا کرتے تھے۔ ہر کام میں مجھے ہمیشہ بہترین مشورہ دیتی تھیں۔ شریف غیر از جماعت بھی ہیں جو تعلق بھی رکھتے ہیں اور پھر قدر بھی کرتے ہیں۔

صدر لجنہ رچنا ٹاؤن کہتی ہیں کہ مرحومہ کی وفات سے ہماری مجلس کی ایک انتہائی مخلص اور جماعتی نظام سے وفا شعار لجنہ چلی گئی۔ تقریباً بیس سال سے سیکرٹری مال کا کام سرانجام دے رہی تھیں اور بہت اخلاص سے کام کر رہی تھیں۔ جماعتی تحریکات میں خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ حالات کیسے بھی ہوں کسی کو خالی ہاتھ نہیں بھیجتی تھیں۔ ہر گرمیوں میں یہ کہتی ہیں باقی بچیوں نے بھی بیٹیوں نے بھی لکھا ہے کہ ہر ہفتے جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتی تھیں۔ ان کے گھر میں کوئی پروگرام رکھا جاتا تھا تو کھلے دل سے اسے قبول کرتیں۔ اس کی مہمان نوازی بھی کرتیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ایک بیٹا جو مربی ہے جو میں نے ذکر کیا ہے میدان عمل میں ہے اور وہاں ہونے کی وجہ سے جنازے میں شامل بھی نہیں ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان سب بچوں کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۸/جولائی ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختم نبوّت اب جماعت احمدیہ کے ذریعہ واضح کرے، اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا اب جماعت احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2011)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ ۞ کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ۞ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا ۞ میرا بُستاں کلامِ احمد ہے
ابنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو ۞ اس سے بہتر غُلامِ احمد ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

بقیہ حضور انور سے ملاقات از صفحہ نمبر 02

اس وقت وہ ایک ملٹی نیشنل فرم (multinational firm) میں بطور فنانشل آڈیٹر (financial auditor) ملازمت کر رہے ہیں۔ مزید برآں موصوف نے عرض کیا کہ تین شعبہ جات مال، اکیڈیمک ایکسیلنس (Academic Excellence) اور مجلس انصار سلطان القلم کی نگرانی ان کی مفوضہ ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

ان کے بعد ایک نائب مہتمم اطفال نے اپنا تعارف پیش کیا تو اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ ساری عاملہ ہی بطور نائب مہتمم اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

ایک اَور نائب مہتمم اطفال نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ اپنی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ Northern ریجنز کی نگرانی کے اضافی فرائض بھی سر انجام دے رہے ہیں۔ پیشہ ورانہ شعبہ کی بابت استفسار پر موصوف نے امیونولوجی (immunology) میں اپنے تعلیمی پس منظر اور ہسپتال میں کلینکل امیونولوجسٹ (clinical immunologist) کے طور پر اپنے موجودہ کردار کے بارے میں روشنی ڈالی۔

سیکرٹری صحت جسمانی کے تعارف کروانے پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ اچھا ماشاء اللہ! آپ بڑے کمزور قسم کے سیکرٹری صحت جسمانی ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا کھیلتے ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ میں خود تو کچھ نہیں کھیلتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف: ۳)۔ اللہ میاں کہتا ہے وہ کام نہ کہو جو کہ کرتے نہیں ہو۔ حضور انور نے مزید استفسار فرمایا کہ کچھ تو exercise کرتے ہو کہ نہیں؟ موصوف نے عرض کیا کہ walk کرتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ اچھا! بغیر exercise کیے اگر صحت ایسی ہے تو exercise کر کے تو بالکل ہی melt ہو جاؤ گے۔

اس کے بعد سیکرٹری مال کو اپنا تعارف کرانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ موصوف نے عرض کیا کہ وہ Hertfordshire سے ہیں، جس پر حضور انور نے اس امر کو سراہا کہ اراکینِ عاملہ کا تعلق مختلف علاقوں سے ہے۔ اس کے بعد مالی معاملات پر بات کرتے ہوئے حضور انور نے بجٹ کے تناظر میں خاص طور پر اطفال کے سالانہ ممبری چندہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ موصوف کے اعداد و شمار پیش کرنے پر حضور انور نے تبصرہ فرمایا کہ رقم مناسب معلوم ہوتی ہے۔

معاون مہتمم اطفال نے عرض کیا کہ وہ چودہ سے پندرہ سال کے بچوں کی تربیت کے لیے ذمہ دار ہیں۔ حضور انور کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ وہ چوبیس سال کے ہیں۔ حضور انور کے پنج وقتہ نماز باقاعدگی سے ادا کرنے کی بابت دریافت کرنے پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا۔ اسی طرح نماز تہجد کے بارے میں سوال پر موصوف نے عرض کیا کہ تین دفعہ ہفتے میں پڑھتا ہوں۔ حضور انور نے اس پر تبصرہ فرمایا کہ اچھا ماشاء اللہ! پھر تو آپ اپنی مفوضہ ذمہ داری کو ادا کرنے کے اہل ہیں۔ مزید دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے اطفال الاحمدیہ سو فیصدی پنج وقتہ نماز ادا کرنے میں باقاعدہ ہیں؟ موصوف نے نفی میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ سو فیصدی نہیں ہیں۔ یہ سماعت فرما کر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ پھر یہ آپ کا ہدف ہونا چاہیے، یہ ٹارگٹ ہے، اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سیکرٹری تربیت سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے تلقین فرمائی کہ بچپن میں نمازیں پڑھنے کی عادت ڈالو۔ پندرہ سال تک نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اس عمر میں ٹھیک ہے زیادہ emphasis دینا چاہیے اور اس کے لیے special پروگرام بنانا چاہیے کہ ادھر ادھر نہ جائیں، لیکن بچپن میں نمازیں پڑھنے کی عادت پڑ جائے تو پھر بڑے ہو کے بھی قائم رہتی ہے۔

تربیت میں یہ ہے کہ آج کل کی جو غیر اخلاقی باتیں ہیں ان کو کھل کے ہر ایک کو ایڈریس (address) کرو اور بچوں کو پتا لگنا چاہیے کیا کیا برائیاں ہیں؟ کن کن چیزوں سے ہم نے بچنا ہے؟ سکول میں کیا پڑھاتے ہیں؟ اس کا جواب کیا ہے؟ آج کل سکول ضرورت سے زیادہ LGBT وغیرہ کے بارے میں پڑھاتے ہیں۔ کچھ دن ہوئے مجھے ایک بچہ بتا رہا تھا کہ سکول والے ہمیں سیکس (sex) کے بارے میں بتا رہے تھے، مجھے پتا ہی نہیں یہ کیا چیز ہوتی ہے۔ مجھے بتانے کی پھر کیا ضرورت ہے؟ تو بچے خود یہ سوال اٹھانے لگ گئے ہیں۔

تو بچپن میں آپ تربیت کریں۔ چار سے چھ سال کے بچے کو کیا پتا یہ کیا چیزیں ہیں۔ یہ دجالی چالیں ہیں اور ان دجالی چالوں میں تربیت کی زیادہ ضرورت ہے۔ ماں باپ ان کو بھی educate کریں کہ کس طرح انہوں نے اپنے بچوں کے ساتھ ایسے معاملات جو پیش آتے ہیں ان کو deal کرنا ہے، کس طرح ان کو address کرنا ہے، کس طرح ان کو بچوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ تو یہ چیزیں اب کھل کے کرنی پڑیں گی، نہیں تو تربیت رہ جائے گی، آپ شرماتے رہیں گے اور وہ لوگ بیہودگیاں سکھاتے رہیں گے۔ اس لیے بچوں کو بتانا ہے کہ ابھی تمہاری عمر نہیں آئی، جب بڑے ہو گے تو تم آہستہ آہستہ سیکھنا اور اس میں یہ یہ برائیاں ہیں، اللہ میاں نے اس میں برائیاں کیا رکھی ہیں، اچھائیاں کیا رکھی ہیں۔ اللہ کیا کہتا ہے کہ جائز چیز کیا ہے اور ناجائز چیز کیا ہے؟

آج سے پہلے جب ان کو یہ ساری education نہیں دیتے تھے تو اس وقت دنیا میں لوگوں کے بچے نہیں پیدا ہوتے تھے؟ پرانے زمانہ کے لوگ بلکہ زیادہ بچے پیدا کر لیتے تھے۔ جائز طریقہ ہے، تو جائز طریقے سے جو کام ہیں وہ ہونے چاہئیں تو ناجائز سکھا کے یہ صرف نوجوانوں میں frustration اور lust پیدا کرتے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جو لڑکے پندرہ سال کی عمر سے اوپر جاتے ہیں تو پھر ان بیچاروں کی تربیت فیل ہو جاتی ہے۔ خدام الاحمدیہ کا مہتمم تربیت ویسے ہی ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور پھر بچے بگڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے شروع میں ہی ایسی تربیت کریں کہ آخر تک قابو میں رہیں۔ اصل چیز یہی ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے، تبھی فائدہ ہے، نہیں تو پھر احمدی مسلمان ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ مسلمان تو تبھی انسان ہو سکتا ہے جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرے اور اس کی تعمیل کروانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے۔ اس لیے ان کو بچپن سے ہی یہ بتانا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور احمدی مسلمان ہیں اور ہمارے میں فرق کیا ہے، نہیں تو ہمارا احمدی مسلمان کہلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ نہیں تو یہ منافقت ہو گی hypocrisy ہو گی جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو تربیت پر بہت زور دیں۔

سیکرٹری تعلیم کو جب شرف گفتگو حاصل ہوا تو حضور انور نے ان کو دیکھ کر تبصرہ فرمایا کہ آپ تو بذات خود اطفال الاحمدیہ میں سے لگ رہے ہیں۔ اس پر تمام حاضرینِ مجلس مسکرا دیے۔ موصوف نے اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ وہ ریاضی میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح اپنے شعبہ کے حوالے سے عرض کیا کہ اس سال ہمارا بنیادی فوکس صلوٰۃ پر ہے۔ تمام اطفال کو ہم صلوٰۃ زبانی سادہ سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سماعت فرما کر حضور انور نے تلقین فرمائی کہ صلوۃ کی روح بھی پیدا کرو کہ کیوں ادا کرنی ہے؟ اس لیے کہ اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میرے قریب آؤ تو میں تمہارے قریب آؤں گا اور تمہیں اَور دوں گا۔

مطلب ہے کہ کسی چیز کا اگر benefit ہو تو اس کو achieve کرنے کے لیے پھر آدمی کوشش کرتا ہے۔ آج کل کے زمانے میں تو ان کو کچھ دینا پڑے گا۔ بچوں کو logically بتانا پڑتا ہے۔ وہ سوال اٹھاتے ہیں کہ کیوں نماز پڑھیں؟ اللہ میاں کو ہماری نمازوں کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کہتے ہیں نماز پڑھو، بچہ آگے سے سوال کرتا ہے کیوں پڑھیں؟

پھر اس کو بتاؤ کہ اللہ میاں کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے اور کیوں ضرورت ہے؟ یہ بھی سوال جواب ہونے چاہئیں۔ یہ شعبہ تربیت اور والدین کا بھی کام ہے۔ مجھے بھی لوگ خط لکھ دیتے ہیں، اس لیے مجھے پتا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ ایسے سوال اٹھتے ہیں پھر ان کو جواب دینے پڑتے ہیں کہ کیوں ضرورت ہے۔

اللہ کو کوئی ضرورت نہیں، اللہ میاں تو قرآن شریف میں کہتا ہے کہ مجھے تمہاری دعاؤں اور نمازوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ نمازیں پڑھو! پیدا ہی تمہیں میں نے اس لیے کیا ہے۔ تو آج کل کے بچوں سے بڑی logically یہ بات کرنا پڑتی ہے، خاص طور پر تب جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس لیے ایسے comprehensive پروگرام بناؤ جو ہر چیز کو cover کرتے ہوں۔

پھر معاون مہتمم اطفال (سیکرٹری اجتماع) کو حضور انور کو اپنی خدمت کے حوالے سے تعارف کروانے کا موقع حاصل ہوا۔

اس کے بعد سیکرٹری وقارِ عمل نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ امسال انہیں اس ذمہ داری کو سرانجام دینے کی توفیق ملی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اچھا ماشاء اللہ! تو کتنے وقارِ عمل اب تک کرائے ہیں؟ موصوف نے عرض کیا کہ لوکل اور ریجنل لیول میں اوسطاً اکیس فیصد اطفال وقارِ عمل میں حصہ لیتے ہیں اور ان سرگرمیوں میں حصہ لینے والے مجموعی اطفال کی تعداد 520 ہے۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اچھا چلو مزید کام کراؤ۔ مسجدوں کی صفائی اطفال سے کرایا کرو، وہ شوق سے کر لیتے ہیں۔

سیکرٹری وقف جدید سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے وقف جدید سکیم میں اطفال کی وسیع پیمانہ پر شرکت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ تمام اطفال کو اس تحریک میں حصہ دار بنانا چاہیے۔ اسی طرح جماعت کی طرف سے وقف جدید کے لیے کل عطیات کا ایک بڑا حصہ خاص طور پر ایک تہائی خدام اور اطفال سے وصول ہونا چاہیے۔ مزید برآں اطفال میں مالی قربانی کے جذبہ کو اُبھارنے کے حوالے سے تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بچوں میں قربانی کی روح پیدا کرو۔ بچوں کو چندہ دینا چاہیے اور چندہ کا مقصد کیا ہے؟ جب تک آپ یہ نہیں بتائیں گے کہ چندہ کا مقصد کیا ہے تو وہ سمجھیں گے کہ آپ لوگ یوں ہی پیسے اکٹھے کرتے رہتے ہیں۔

سیکرٹری صنعت و تجارت سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے ان کے تعلیمی پس منظر کے بارے میں دریافت فرمایا تو موصوف نے عرض کیا کہ وہ الیکٹرانک انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کر رہے ہیں۔ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی تفصیلات پیش کرتے ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ وہ ایک آن لائن شاپ چلاتے ہیں، جو اطفال کے لیے تیار کی گئی ہے، یہ کتب اور تجارتی سامان کا ایک انتخاب پیش کرتی ہے۔

اس کے بعد سیکرٹری خدمتِ خلق کو حضور انور سے بات کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اطفال چیریٹی چیلنج (Atfal Charity Challenge) کی نگرانی کا کام بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اپنے تجربات کا اشتراک کرتے ہوئے موصوف نے ایک مستحسن اقدام کی تفصیل سے آگاہ کیا کہ گیمبیا کے ایک گاؤں کے لیے فنڈز اکٹھے کیے گئے تھے اور انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز (IAAAE) نے امداد کی فراہمی میں سہولت فراہم کی تھی۔ حضور انور نے اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ امداد اپنے مطلوبہ مستحقین تک مؤثر طریقہ سے پہنچ جائے follow-up کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس پر موصوف نے تصدیق کی کہ ایک نمائندہ نے گاؤں کا دَورہ اور ایک مکمل سروے کیا نیز امداد کے مرتب ہونے والے اثرات کا پتا لگانے کے لیے کمیونٹی کے ساتھ بات چیت بھی کی۔

حضور انور نے خدمتِ خلق کے کاموں میں حصہ لینے کے لیے اطفال کی حوصلہ افزائی کرنے کے بارے میں سیکرٹری خدمتِ خلق کی راہنمائی کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ چیریٹی (charity) کے لیے عادت ڈالو کہ غریبوں کی مدد کرنی چاہیے۔ تم جو برگر کھاتے ہو، ایک برگر قربان کرو تو اس کی مطلوبہ رقم

لوگوں کو چیریٹی میں دے دیا کرو۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں، سوڈان میں بھوکے مر رہے ہیں، ایتھوپیا میں بھوکے مر رہے ہیں، فلسطین میں بھوکے مر رہے ہیں اور بچے بے چارے آج کل وہاں بڑے بُرے حال میں ہیں اور اسی طرح دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی۔ تو ذرا emotionally ان کو اٹھائیں تو پھر وہ بچے، مستحق بچوں کی خدمت کریں گے۔

اس کے بعد معاون مہتمم اطفال برائے ہاؤس وزٹس پراجیکٹ کو اپنی مفوضہ ذمہ داری کے بارے میں حضور انور کی خدمت میں اپنی مساعی کی تفصیل پیش کرنے کا موقع ملا۔

معاون مہتمم اطفال برائے ایکسپلوررز کلب نے اطفال الاحمدیہ کے تعلیمی اور تحقیقی دورہ جات کے انعقاد کے حوالے سے اپنے کردار نیز قادیان دارالامان کے حالیہ سفر پر روشنی ڈالی نیز امسال اکتوبر میں اطفال کے گھانا کے آئندہ سفر کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ گھانا کے سفر کی بابت حضور انور نے نصیحت فرمائی کہ اس عرصہ کے دوران فضا میں موجود گردوغبار کے حوالے سے احتیاط برتی جائے نیز اس بات کی اہمیت پر زور دیا کہ دورانِ سفر صحت اور حفاظت کے لیے مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔

اس کے بعد معاون مہتمم اطفال برائے special educational needs and disabilities کو حضور انور کی خدمت میں اپنی ذمہ داری کے حوالے سے بات کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ ایسے اطفال پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہیں جن کی مخصوص تعلیمی ضروریات اور معذوری (SEND) ہے نیز ان کو جماعتی تقریبات میں شامل کرنے کے حوالے سے اپنا نقطۂ نظر بیان کیا۔ اس تناظر میں حکمت عملی کے اعتبار سے حضور انور کے استفسار پر موصوف نے والدین سے ان کے بچوں کی مخصوص ضروریات کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کے عمل کی وضاحت کی تا کہ جماعتی تقریبات کے دوران مناسب تعاون کو یقینی بنایا جا سکے۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا آپ ان کے لیے کسی قسم کے کوئی ورزشی پروگراموں کا بھی اہتمام کرتے ہیں؟ موصوف کے نفی میں جواب دینے پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اجتماع کے دوران ان کے لیے ورزشی پروگراموں کا اہتمام کریں، اس طرح ان کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ انعامات بھی وصول کریں گے۔ سپیشل بچوں کی معذوری کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا کہ ان میں سے بعض کی کمی نسبتاً کم ہے اور کچھ کی زیادہ۔ نیز دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے ان کی درجہ بندی کی ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ اس طرح سے ان بچوں کی درجہ بندی نہیں کی۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ان کی درجہ بندی کریں کیونکہ اگر ان کے لیے کسی قسم کے مقابلہ جات کا انعقاد کروایا گیا تو سب کو اکٹھا شامل کرنا انصاف پر مبنی نہ ہوگا۔

اطفال کی academic excellence کے لیے مقرر معاون نے اپنا تعارف کروایا نیز حضور انور کی خدمت میں ایک حالیہ سروے کے نتائج پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ سولہ فیصد اطفال اس وقت اپنے GCSEs شروع کر رہے ہیں اور ستائیس فیصد پرائمری سے سیکنڈری تعلیم کی طرف جا رہے ہیں، اسی طرح مستقبل میں متاثر کن طور پر چوراسی فیصد اطفال یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں جبکہ اکانوے فیصد کا ارادہ (A levels) کا ہے۔ موصوف نے اس سروے کی بابت تبصرہ کیا کہ یہ اطفال کے اندر تعلیمی کامیابیوں کے لیے مضبوط عزم کی عکاسی کرتا ہے۔

اس کے بعد سیکرٹری اشاعت کو حضور انور کی خدمت میں اپنے شعبہ بالخصوص طاہر میگزین کی اشاعت کے سلسلے میں بروئے کار لائی جانے والی مساعی کی بابت بات کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور نے اس رسالہ کی اشاعت میں باقاعدگی اختیار کرنے کی جانب توجہ مبذول کروائی۔

اشاعت کتب کے ضمن میں نظر ثانی کے عمل کی گہرائی اور اہمیت کی طرف توجہ مرکوز کرواتے ہوئے حضور انور نے ماضی کا حوالہ دیا جہاں ایک اور ذیلی تنظیم کے ذریعہ تیار کردہ مواد میں غلطیاں تھیں۔ اس پر موصوف نے یقین دلایا کہ معیار اور درستگی کو برقرار رکھنے کے لیے شعبہ کی جانب سے احتیاط سے جانچ پڑتال اور مکمل پروف ریڈنگ کی جاتی ہے۔

ایک اور معاون مہتمم اطفال نے عرض کیا کہ وہ اطفال الاحمدیہ کے اندر نئی قائم ہونے والی مجلس انصار سلطان القلم کی نگرانی کر رہے ہیں نیز اس سلسلہ میں حضور انور کی خدمت میں اپنے شعبہ کی ابتدائی کوششوں کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم نے ایک سروے کیا تھا جس سے ہمیں یہ پتا چلا کہ اطفال اسلام احمدیت کے خلاف عام اعتراضات کے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ پہلے سارے common allegations اکٹھے کرو، پھر اس کے بعد ان کی فہرست بنا کر ان کے جوابات بھی تیار کریں۔ کوئی سپیشل ٹیم اسی کام کے لیے recruit کرو جو جواب بھی دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں جواب نہیں آتے، جواب ہر چیز پر ہیں، جو ہمارے اچھے جواب دینے والے ہیں چاہے یہاں ہیں، چاہے کینیڈا یا امریکہ میں، کہیں بھی ہوں ان سے جواب لے کے تو proper comprehensive قسم کی گائیڈ لائنز بنا لو۔ booklet تو نہیں ہو سکتی، کتاب ہی بن جائے گی تو وہ لڑکوں کے بڑا کام آئے گی۔ اگر یہ کام تم کر جاؤ تو پھر لوگ appreciate کریں گے، otherwise تو کوئی فائدہ نہیں۔

چشمۂ معرفت کا وہ حصہ، جو تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چوہتر، پچھتر صفحات کی تھی، باقی حصہ تو آریوں کے اعتراضات کے جوابات ہیں، جو اصل main مضمون پڑھا تھا وہ حصہ نکال کے پڑھاؤ۔ اس میں بہت سارے جواب اس قسم کے بھی آجاتے ہیں۔ finality of prophethood کے بارے خدام کو بھی پتا ہونا چاہیے۔ پھر یہ بھی بچوں کا کامن (common) سوال ہے کہ مختلف مذاہب کی کیا ضرورت ہے یا مذہب تو پہلے بھی تھے تو پھر اسلام ہی کیوں؟ اس کا بھی جواب دینا ہے۔

معاون مہتمم اطفال برائے ٹرینی (trainee) سکیم نے اپنے مفوضہ کام پر روشنی ڈالتے ہوئے عرض کیا کہ اس سکیم کے تحت یونیورسٹی کے زمانے کے خدام اساتذہ کو تیار کر کے مؤثر طریقہ سے اطفال کلاسز منعقد کرنے پر توجہ دینا ہے۔ اسی طرح موصوف نے نوجوان اساتذہ کو ضروری مہارتوں اور علم سے آراستہ کر کے اطفال کو فراہم کی جانے والی تعلیم کے معیار کو بڑھانے کے اقدام کے مقصد کا تفصیلی خاکہ پیش کیا نیز اس سکیم کے آغاز کے لیے ٹائم لائن (timeline) کا تذکرہ کرتے ہوئے عندیہ دیا کہ یہ سکیم ان شاء اللہ امسال رمضان 2024ء کے اختتام کے فوری بعد شروع ہو جائے گی۔

ان کے بعد مزید دو معاونین مہتمم اطفال کو حضور انور سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا نیز اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے گزارشات پیش کرنے کا موقع بھی ملا، ان میں سے مؤخر الذکر معاون مہتمم اطفال برائے طاہر میگزین تھے جنہوں نے بالخصوص مجلس اطفال الاحمدیہ کی جانب سے کتب کی اشاعت کے حوالے سے اپنے کردار پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مجلس اطفال الاحمدیہ کے ملک بھر کے انیس ریجنل ناظمین کو مختصر طور پر اپنا تعارف پیش کرنے اور حضور انور سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ریجنل ناظم اطفال فضل مسجد ریجن سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان کے ریجن میں کل کتنے اطفال ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ 124۔ حضور انور نے مسکراتے ہوئے استفسار فرمایا کہ اطفال آپ کو بہت تنگ کرتے ہیں؟ موصوف کے نفی میں جواب دینے پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ آپ مجھے ویسے بڑے بیزار لگ رہے ہیں۔

تعارف کے سلسلہ کے اختتام پر حضور انور کی خدمت میں ایک ویڈیو پریزنٹیشن پیش کی گئی، جس میں کووڈ کی وبا کے آغاز سے لے کر اب تک حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجلس اطفال الاحمدیہ کو فراہم کی گئی بیش قدر راہنمائی نیز اس کی روشنی میں ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے حوالے سے بروئے کار لائی گئی مساعی کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔

اس ویڈیو میں بتایا گیا کہ اپریل اور مئی 2021ء میں حضور انور نے ملک بھر سے تعلق رکھنے والے اطفال کو تین آن لائن ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ ان ملاقاتوں کے دوران اطفال کو حضور انور سے سوال پوچھنے نیز درپیش مسائل کے بارے میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے از راہ شفقت ان اطفال کو بذریعہ خط سوال پوچھنے کی اجازت دی جنہیں دورانِ ملاقات سوال پوچھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ اس سلسلہ میں اٹھائیس خوش نصیب اطفال ایسے تھے جن کو سوالات کے جواب میں حضور انور کی جانب سے تفصیلی خطوط موصول ہوئے۔ یہ خطوط طاہر میگزین کے خصوصی ایڈیشن کی زینت بنے جس میں علاوہ ازیں تینوں بابرکت ملاقاتوں کی تفاصیل شامل تھیں۔ اس خصوصی اشاعت کو اطفال کے گھروں میں بذریعہ پوسٹ بھیجا گیا۔

2021ء میں حضور انور نے ماریشس کے مہتمم اطفال کو ہدایت فرمائی تھی کہ چودہ سے پندرہ سال کی عمر کے اطفال پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ جماعتی سرگرمیوں میں ان کی مصروفیت کم ہو جاتی ہے۔ اس ہدایت کی روشنی میں اس مخصوص عمر کے گروپ پر توجہ دینے کی خاطر ایک معاون مہتمم کو مقرر کیا گیا۔ جولائی 2022ء میں حضور انور کی راہنمائی کی روشنی میں چودہ سے پندرہ سال کی عمر کے بچوں کے لیے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تو اس تقریب میں شرکت کرنے والے پچاس سے زائد اطفال کو اسلام آباد میں حضور انور کے ساتھ بالمشافہ ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

2021ء میں مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے اجتماع کے موقع پر تاریخی اختتامی خطاب کے دوران حضور انور نے مجلس کو چیلنج (challenge) دیا تھا کہ وہ ہر سطح پر علمی سرگرمیوں میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ مجلس اطفال الاحمدیہ میں اس چیلنج کی خاطر ایک معاون مہتمم کو مقرر کیا گیا۔ حضور انور کے خطاب کے بعد لوکل اور نیشنل اجتماعات پر کئی تقریبات منعقد کی گئیں جن میں اطفال کو اس چیلنج کو پورا کرنے کی جانب بھرپور ترغیب دلائی گئی۔

ویڈیو کے آخری حصہ میں بطور اظہار تشکر بیان کیا گیا کہ مجلس اطفال الاحمدیہ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے وقت، توجہ، راہنمائی اور دعاؤں سے بہت نوازا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کا سلطانِ نصیر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ملاقات کے اختتام پر خدام کو حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کا بھی موقع ملا۔

نشست برخاست ہونے سے قبل حضور انور نے ریجنل ناظمین اطفال کو بچوں کی تربیت کی اہمیت کے بارے میں دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے خصوصی نصیحت فرمائی کہ جو guidance میں نے شعبہ تربیت کو دی ہے وہ آپ سب کے لیے بھی ہے۔

حضور انور نے آخر پر سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا اور اس طرح سے یہ ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 15 فروری 2024ء)

۞۞۞

سیرت خاتم النّبیین ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

قریش کے ساتھ صلح کی گفتگو کا آغاز

معجزات کے متعلق یہ مختصر اور اصولی نوٹ دینے کے بعد ہم پھر اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں۔ہم بتا چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ کی وادی میں پہنچ کر اس وادی کے چشمہ کے پاس قیام کیا۔جب صحابہ اس جگہ ڈیرے ڈال چکے تو قبیلہ خزاعہ کا ایک نامور رئیس بُدَیل بن ورقا نامی جو قریب ہی کے علاقہ میں آباد تھا اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی ملاقات کے لئے آیا اور اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ مکہ کے رؤساء جنگ کے لئے تیار کھڑے ہیں اور وہ کبھی بھی آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔آپؐ نے فرمایا ”ہم تو جنگ کی غرض سے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں اور افسوس ہے کہ باوجود اس کے کہ قریش مکہ کو جنگ کی آگ نے جلا جلا کر خاک کر رکھا ہے مگر پھر بھی یہ لوگ باز نہیں آتے اور میں تو ان لوگوں کے ساتھ اس سمجھوتہ کے لئے بھی تیار ہوں کہ وہ میرے خلاف جنگ بند کر کے مجھے دوسرے لوگوں کے لئے آزاد چھوڑ دیں۔لیکن اگر انہوں نے میری اس تجویز کو بھی رد کر دیا اور بہرصورت جنگ کی آگ کو بھڑکائے رکھا تو مجھے بھی اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ پھر میں بھی اس مقابلہ سے اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹوں گا کہ یا تو میری جان اس رستہ میں قربان ہوجائے اور یا خدا مجھے فتح عطا کرے۔“ اگر میں ان کے مقابلہ میں آکر مٹ گیا تو قصہ ختم ہوا،لیکن اگر خدا نے مجھے فتح عطا کی اور میرے لائے ہوئے دین کو غلبہ حاصل ہوگیا تو پھر مکہ والوں کو بھی ایمان لے آنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے،بُدَیل بن ورقا پر آپؐ کی اس مخلصانہ اور دردمندانہ تقریر کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ مہلت دیں کہ میں مکہ جا کر آپ کا پیغام پہنچاؤں اور مصالحت کی کوشش کروں۔آپؐ نے اجازت دی اور بُدَیل اپنے قبیلہ کے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

جب بُدَیل بن ورقا مکہ میں پہنچا تو اس نے قریش کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) [عرب کا دستور تھا کہ ایسے موقعوں پر جب ایک معروف شخص کے متعلق گفتگو کرنی ہو تو نام لینے کی بجائے ”یہ شخص“ یا ”اس شخص“ وغیرہ کے لفظ استعمال کرتے تھے] کے پاس سے آرہا ہوں اور میرے سامنے اس نے ایک تجویز پیش کی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا ذکر کروں۔اس پر قریش کے جوشیلے اور غیر ذمہ دار لوگ کہنے لگے ہم اس شخص کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں مگر اہل الرائے اور ثقہ لوگوں نے کہا ہاں جو تجویز بھی ہے وہ ہمیں بتاؤ۔چنانچہ بُدَیل نے آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ تجویز کا اعادہ کیا۔اس پر ایک شخص عروہ بن مسعود نامی جو قبیلہ ثقیف کا ایک بہت بااثر رئیس تھا اور اس وقت مکہ میں موجود تھا کھڑا ہوگیا اور قدیم عربی انداز میں قریش سے کہنے لگا ”اے لوگو! کیا میں تمہارے باپ کی جگہ نہیں ہوں؟“ انہوں نے کہا ”ہاں“۔پھر اس نے کہا ”کیا آپ لوگ میرے بیٹوں کی طرح نہیں ہیں؟“ انہوں نے کہا ”ہاں“۔پھر عروہ نے کہا ”کیا تمہیں مجھ پر کسی قسم کی بے اعتمادی ہے؟“ قریش نے کہا ”ہرگز نہیں“۔اس نے کہا ”تو پھر میری یہ رائے ہے کہ اس شخص محمد (ﷺ) نے آپ کے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے۔آپ کو چاہئے کہ اس تجویز کو قبول کرلیں اور مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی طرف سے محمد ﷺ کے پاس جا کر مزید گفتگو کروں۔“ قریش نے کہا ”بے شک آپ جائیں اور گفتگو کریں۔“

آنحضرت ﷺ کی مجلس کا ایک روح پرور نظارہ

عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے ساتھ گفتگو شروع کی۔آپؐ نے اس کے سامنے اپنی وہی تقریر دوہرائی جو اس سے قبل آپؐ بُدَیل بن ورقا کے سامنے فرما چکے تھے۔عروہ اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے ساتھ متفق تھا مگر قریش کی سفارت کا حق ادا کرنے اور ان کے حق میں زیادہ سے زیادہ شرائط محفوظ کرانے کی غرض سے کہنے لگا۔”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ نے اس جنگ میں اپنی قوم کو ملیامیٹ کر دیا تو کیا آپ نے عربوں میں کسی ایسے آدمی کا نام سنا ہے جس نے آپ سے پہلے ایسا ظلم ڈھایا ہو۔لیکن اگر بات دگرگوں ہوئی یعنی قریش کو غلبہ ہوگیا تو خدا کی قسم مجھے آپ کے اردگرد ایسے منہ نظر آرہے ہیں کہ انہیں بھاگتے ہوئے دیر نہیں لگے گی اور یہ سب لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔“ حضرت ابوبکرؓ جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے تھے عروہ کے یہ الفاظ سن کر غصہ سے بھر گئے اور فرمانے لگے ”جاؤ جاؤ اور لات کی شرمگاہ کو چومتے پھرو۔کیا ہم خدا کے رسولؐ کو چھوڑ جائیں گے؟“ عروہ نے طیش میں آکر پوچھا ”یہ کون شخص ہے جو اس طرح میری بات کاٹتا ہے؟“ لوگوں نے کہا ”یہ ابوبکرؓ ہیں“۔ابوبکرؓ کا نام سن کر عروہ کی آنکھیں شرم سے نیچی ہوگئیں۔کہنے لگا ”اے ابوبکر! اگر میرے سر پر تمہارا ایک بھاری احسان نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں تمہیں اس وقت بتاتا کہ ایسی بات کا جو تم نے کہی ہے کس طرح جواب دیتے ہیں۔“ یہ کہہ کر عروہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا اور اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نقطۂ نظر کی طرف کھینچ لانے کی تدبیر کرتا رہا اور گاہے گاہے عرب کے دستور کے مطابق آپؐ کی ریش مبارک کو بھی ہاتھ لگا دیتا تھا۔مگر جب کبھی بھی وہ ایسا کرتا ایک مخلص صحابی جن کا نام مغیرہ بن شعبہ تھا اور جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے (اور رشتہ میں عروہ کے بھتیجے تھے) اپنی تلوار کے نیام سے عروہ کا ہاتھ جھٹک کر پرے کر دیتے اور کہتے ”اپنا ناپاک ہاتھ رسول مقبولؐ کے مبارک چہرہ سے دور رکھو۔“ چونکہ اس وقت مغیرہ کا چہرہ ایک خود کے اندر ڈھکا ہوا تھا عروہ نے انہیں نہ پہچانتے ہوئے پوچھا۔یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا ”یہ مغیرہ بن شعبہ ہے۔“ عروہ نے حقارت اور غصہ سے کہا ”اے بے وفا! کیا تجھے میرا احسان بھول گیا ہے؟“ اس پر مغیرہ شرم سے جھینپ گئے۔اس وقت عروہ نے اپنے اردگرد فخر کی نگاہ ڈالی مگر یہی نگاہ اسے گھائل کر گئی کیونکہ عروہ نے اس وقت صحابہ کی جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد اس طرح جمع پایا جس طرح شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں اور خود عروہ کا اپنا بیان ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے جوش محبت واخلاص کا یہ عالم تھا کہ اگر پانی پیتے ہوئے آپ کے منہ سے کوئی قطرہ گرتا تو صحابہ اسے شوق سے اپنے ہاتھوں پر لیتے اور برکت کے خیال سے اسے اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے۔اور جب آپؐ کسی چیز کا ارشاد فرماتے تو لوگ آپؐ کی آواز پر اس طرح لپکتے کہ گویا ایک مقابلہ ہوجاتا تھا اور جب آپؐ وضو کرتے تو صحابہؓ اس شوق سے آپؐ کو وضو کروانے کے لئے آگے بڑھتے کہ گویا اس خدمت کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے اور جب آپؐ گفتگو فرماتے تو صحابہ خاموش ہوکر ہمہ تن گوش ہوجاتے اور محبت اور رعب کی وجہ سے ان کی نظریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ نہیں سکتی تھیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 755 تا 757، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

شعبہ تزئین (قادیان) میں مالی کی خدمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

شرائط :

(1) اُمیدوار کی عمر 50 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔
(2) اُمیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔
(3) تاریخ پیدائش کے ثبوت کے طور پر کسی سرکاری ادارہ سے جاری شدہ دستاویز قابل قبول ہوگا۔
(4) وہی اُمیدوار خدمت کے لئے منتخب ہونگے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے۔مالی کے کاموں کا تجربہ رکھنے والے اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔
(5) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے ذاتی خرچ پر طبی معائنہ (اخراجات تقریباً -/2,500) کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔
(6) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔
(7) سفر خرچ قادیان آمدورفت اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
(8) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدوار کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ : 143516
موبائل : 09888232530,09682627592 دفتر : 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم احمدیوں کو آنحضرت ﷺ کی خاتمیتِ نبوت پر اُس سے زیادہ اور کئی گُنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2011)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

مرزا علی شیر صاحب کی سخت مخالفت

(بقیہ)

مرزا علی شیر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سالے اور مرزا فضل احمد صاحب کے خسر تھے۔ اُنہیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے سے روکنے کا بڑا شوق تھا۔ رستہ میں ایک بڑی لمبی تسبیح لے کر بیٹھ جاتے، تسبیح کے دانے پھیرتے رہتے اور منہ سے گالیاں دیتے چلے جاتے۔ بڑا لٹیرا ہے لوگوں کو لوٹنے کے لئے دُکان کھول رکھی ہے۔ بہشتی مقبرہ کی سڑک پر دارالضعفاء کے پاس بیٹھے رہتے۔ اُس وقت یہ تمام زمین زیر کاشت ہوتی تھی، عمارت کوئی نہ تھی، بڑی لمبی سفید ڈاڑھی تھی سفید رنگ تھا، تسبیح ہاتھ میں لئے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار تھے، تسبیح لئے بیٹھے رہتے جو کوئی نیا آدمی آتا اُسے اپنے پاس بُلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے آخر مَیں نے کیوں نہ اسے مان لیا؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ مَیں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ ایک دکان ہے جو لوگوں کو لوٹنے کے لئے کھولی گئی ہے۔

ایک دفعہ کا وقعہ ہے کہ باہر سے پانچ بھائی آئے غالباً وہ چک سکندر ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اب تو لوگ جلسہ کے دَوران میں بھی باہر پھرتے رہتے ہیں لیکن اُن پہلے لوگوں میں اخلاص نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا اور قادیان میں دیکھنے کی کوئی خاص چیز نہ تھی، نہ منارۃ المسیح تھا، نہ دفاتر تھے، نہ مسجد مبارک کی ترقیاں ایمان پرور تھیں، نہ مسجد اقصیٰ کی وُسعت اِس قدر جاذب تھی، نہ محلوں میں یہ رونق تھی، نہ کالج تھا نہ سکول تھے۔ اُن دنوں لوگ اپنے اخلاص سے خود ہی قابلِ زیارت جگہ بنا لیا کرتے تھے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد صاحب کا باغ ہے اسے دیکھو اور یہ حضرت صاحبؑ کے لنگر کا باورچی ہے اِس سے ملو اور اِس سے باتیں پوچھو اُن کا ایمان اِسی سے بڑھ جاتا تھا اُن دنوں ابھی بہشتی مقبرہ بھی نہ بنا تھا صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا لگایا ہوا باغ تھا۔ لوگ وہاں برکت حاصل کرنے کے لئے جاتے اور علی شیر صاحب رستہ میں بیٹھے ہوئے ہوتے۔ وہ پانچوں بھائی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باغ دیکھنے کے لئے گئے تو اُن میں سے ایک جو زیادہ جوشیلا تھا وہ کوئی دو سَو گز آگے تھا اور باقی آہستہ آہستہ پیچھے آرہے تھے۔ علی شیر نے اُسے دیکھ کر کہ یہ باہر سے آیا ہے اپنے پاس بُلا لیا اور پوچھا کہ مرزا کو ملنے آئے ہو؟ اُس نے کہا ہاں مرزا صاحب کو ہی ملنے آیا ہوں۔ علی شیر نے اُس سے کہا ذرا بیٹھ جاؤ اور پھر اُسے سمجھانا شروع کیا کہ میں مرزا کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں میں اِس کے حالات سے خوب واقف ہوں، اصل میں آمدنی کم تھی بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کر دیا اس لئے یہ دُکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا پتہ تو ہم کو ہے جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیر خواہی کے لئے آپ کو بتائیں ہیں۔ چک سکندر سے آنے والے دوست نے بڑے جوش کے ساتھ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ علی شیر صاحب سمجھے کہ شکار میرے ہاتھ آگیا ہے۔ اُس دوست نے علی شیر صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور پکڑ کر بیٹھ گیا۔ گویا اِسے اُن سے بڑی عقیدت ہوگئی ہے۔ علی شیر صاحب دل میں سمجھے کہ ایک تو میرے قابو میں آگیا ہے۔ اِس دوست نے اپنے باقی بھائیوں کو آواز دی کہ جلدی آؤ جلدی آؤ۔ اب تو مرزا علی شیر پھولے نہ سمائے کہ اِس کے کچھ اور ساتھی بھی ہیں وہ بھی میرا شکار ہو جائیں گے اور مَیں ان کو بھی اپنا گرویدہ بنالوں گا۔ اس دوست کے باقی ساتھی دَوڑ کر آگئے تو اس نے کہا۔ مَیں نے تمہیں اس لئے جلدی بلایا ہے کہ ہم قرآن کریم اور حدیث میں شیطان کے متعلق پڑھا کرتے تھے مگر شکل نہیں دیکھی تھی آج اللہ تعالیٰ نے اُس کی شکل بھی دکھا دی ہے تم بھی غور سے دیکھ لو یہ شیطان بیٹھا ہے۔ مرزا علی شیر غصّہ سے ہاتھ واپس کھینچتے لیکن وہ نہ چھوڑتا تھا اور اپنے بھائیوں سے کہتا جاتا تھا دیکھ لو اچھی طرح دیکھ لو شاید پھر دیکھنا نہ ملے یہ شیطان ہے۔ پھر اس نے اپنے بھائیوں کو سارا قصہ سنایا۔

(نبوت اور خلافت اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو جاتی ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 234 تا 239)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیگم صاحبہ

گجرات کے ضلع میں چک سکندر کے قریب بھاؤ گھسیٹ پور ایک گاؤں ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں چند نہایت ہی مخلص بھائی رہا کرتے تھے میں اس وقت چھوٹا تھا مگر مجھے خوب یاد ہے کہ وہ بڑے شوق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں آکر بیٹھا کرتے تھے اور بڑے محظوظ ہوا کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک سالے تھے۔ جن کا نام علی شیر تھا چونکہ خدائی منشا اور اس کے احکام کے ماتحت آپؑ نے حضرت ام المومنینؓ سے شادی کر لی تھی۔ اس لئے آپ کی پہلی بیوی کے رشتہ دار آپ سے مخالفت رکھنے لگ گئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی ایک بہت ہی نیک عورت تھیں۔ میں نے دیکھا ہے وہ ہم سے اتنی محبت کرتی تھیں کہ کہنے کو تو لوگ کہتے ہیں کہ ’’ماں سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے‘‘ مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم بچپن میں یہی سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے ماں سے بھی زیادہ پیار کرتی ہیں ہماری بڑی بہن عصمت جب فوت ہوئیں تو ان دنوں چونکہ محمدی بیگم کی پیشگوئی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ داروں نے ایک مخالفانہ اشتہار شائع کیا تھا اس لئے ہمارے اور ان کے گھر کے درمیان کا جو دروازہ تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بند کروا دیا تھا حضرت ام المومنینؓ نے سنایا کہ جب عصمت بیمار ہوئی اور اس کی حالت نازک ہوگئی تو جس طرح ذبح ہوتے وقت مرغی تڑپتی ہے وہ تڑپتی اور بار بار کہتی کہ میری امّاں کو بلا دو چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بلوایا۔ جب وہ آئیں اور انہوں نے عصمت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تو اسے آرام اور سکون حاصل ہوا اور تب اس کی جان نکلی۔ غرض وہ بہت ہی نیک عورت تھیں اور ان کو اپنی سوکن کے بچوں سے بہت زیادہ محبت تھی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وہ بڑی محبت رکھتیں اور آپؑ کی بڑی قدر کرتی تھیں اور آپؑ کے متعلق کسی سے وہ کوئی بُری بات نہیں سن سکتی تھیں۔ مگر اُن کے بھائی بڑے متعصب تھے اور وہ آنے والے احمدیوں کو ورغلاتے رہتے تھے اور کہتے تھے میں تو اس کا بھائی اور رشتہ دار ہوں میں جانتا ہوں کہ اس نے صرف ایک دُکان کھول رکھی ہے اور کچھ نہیں اور کئی کمزور لوگوں کو دھوکا لگ جاتا کہ جب بھائی یہ بات کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہی ہوگی ...... میں اس کے حالات کو خوب جانتا ہوں۔ تم تو باہر کے رہنے والے ہو تمہیں اصل حالات کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ تم اس کے دھوکے میں نہ آنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ احمدی دوست مرزا علی شیر کی یہ بات سن کر بڑے شوق سے آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ذرا دست پنجہ تو لے لیں۔ اُس نے سمجھا کہ میری باتوں کا اس پر اثر ہو گیا ہے اور میری بزرگی کا یہ قائل ہو گیا ہے کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ باتیں بھی کرتے جاتے اور ساتھ ساتھ سُبْحَانَ اللهِ اور اَسْتَغْفِرُ اللهَ بھی کہتے جاتے۔ اُس نے بڑے شوق سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سمجھا کہ آج ایک اچھا شکار میرے قابو آ گیا ہے۔ انہوں نے زور سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے باقی چاروں بھائیوں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں کہ جلدی آنا ایک ضروری کام ہے۔ ہمارے ماموں نے سمجھا کہ اس پر میری بات کا اثر ہو گیا ہے اور اب یہ اپنے بھائیوں کو اس لئے بلا رہا ہے کہ انہیں بتائے کہ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے اور وہ اپنے دل میں بڑے خوش ہوئے کہ آج میرا حربہ کارگر ثابت ہوا ہے۔ مگر جب ان کے بھائی وہاں پہنچ گئے تو وہ کہنے لگے ہم قرآن اور حدیث میں پڑھا کرتے تھے کہ دنیا میں ایک شیطان ہوا کرتا ہے مگر وہ ہمیں ملتا نہیں تھا۔ آج حُسنِ اتفاق سے ہمیں شیطان مل گیا ہے اور میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ آؤ شیطان کو دیکھ لو۔ اب وہ زور سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہے مگر وہ اس کا ہاتھ نہ چھوڑیں اور کہیں اب آپ ہاتھ چھڑا کر کہاں جانا چاہتے ہیں۔ میں تو ساری عمر اس تلاش میں رہا کہ مجھے شیطان نظر آ جائے مگر ملتا نہیں تھا۔ ہم حیران تھے اور نبیوں کے وقت میں تو شیطان ہوا کرتا تھا اب مرزا صاحبؑ کے وقت میں وہ شیطان کہاں گیا۔ سو شکر ہے کہ آج ہم نے بھی شیطان دیکھ لیا۔ اب تو میں نے نہیں چھوڑنا۔ غرض بڑی مشکل سے اپنا ہاتھ چُھڑا کر وہاں سے بھاگا۔‘‘

(روزنامہ الفضل 31/اگست 1956ء جلد 30 نمبر 170 صفحہ 6-5)

دادا کے دربار میں پانچ سو حفاظ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان کے دربار میں پانچ سو حافظ تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی وغیرہ ہر قسم کے پیشہ کے لوگ جوان کے دربار میں تھے ان میں سے ایک کثیر حصہ نے قرآن کریم کو حفظ کیا ہوا تھا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت سخت کمزور ہے اور وہ تنزل کے دور سے گذر رہے ہیں مگر اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں لاکھوں لاکھ حفاظ ہندوستان میں سے ہی نکل سکتے ہیں۔ غرض دوسرا ذریعہ قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ حفاظ وقراء کی کثرت پیدا کر دی اور یہ چیز بھی ایسی ہے جو کسی کے بس کی نہیں۔ غرض قرآن کریم کی حفاظت کا ایک سامان خدا تعالیٰ نے یہ کیا کہ دلوں میں اس کے حفظ کی رغبت پیدا کر دی اور اس طرح لاکھوں لوگوں کے سینوں میں اس کا ایک ایک لفظ بلکہ زیر اور زبر تک محفوظ کر دی۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 425-424)

(تذکار مہدی صفحہ 70 تا 74، ایڈیشن 2020، یوکے)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons..
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping - Rental Plants - Exports - Imports

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس شرائط بیعت مقرر کی ہیں، ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے
یہ شرائط آپ کے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر ان کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو آپ دنیا میں حقیقی اخلاقی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں
ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لئے ان میں سے ہر ایک شرط پر غور کرتے رہنا چاہئے

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کریں اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں
اپنی پنجوقتہ نمازیں باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کریں، اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دلوں میں اللہ اور اس کی حمد و ثنا کا ذکر ہمیشہ رکھیں

ہر احمدی کو خلافت کا وفادار اور فرمانبردار رہنا چاہئے اور خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے تعلق کو مسلسل مضبوط کرتے رہنا چاہئے
یہ ہماری مسلسل ترقی کی کلید ہے اور صرف یہی راستہ ہے جو ہماری جماعت کی ابدی ترقی کی طرف ہمیں لے جانے والا ہے
آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں
آپ کو خاص طور پر میرے خطبات جمعہ کو سننا چاہئے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تیسویں جلسہ سالانہ برازیل 2024ء کے موقعہ پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت برازیل!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا تیسواں جلسہ سالانہ 26، 27 اور 28 / اپریل 2024ء کو ''خدا تعالیٰ کا شکر بجالانا'' کے مرکزی موضوع پر منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں، ہمارے مذہب اسلام اور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور راہنمائی کے علم و فہم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس شرائط بیعت مقرر کی ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ یہ شرائط آپ کے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر ان کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو آپ دنیا میں حقیقی اخلاقی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لئے ان میں سے ہر ایک شرط پر غور کرتے رہنا چاہئے۔ خود احتسابی اور مستقل طور پر اپنے اعمال کے جائزے لینے کے ذریعہ سے ہی آپ بیعت کے تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

میں تیسری شرط بیعت کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں جو یوں ہے: ''یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔''

آپ دیکھیں گے کہ اس شرط کے اندر ایک حکم یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہیں۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الفاتحہ: ۲) یعنی تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَھُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ (صبا: ۲) یعنی سب حمد اللہ ہی کی ہے جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور آخرت میں بھی تمام تر حمد اُسی کی ہوگی اور وہ بہت حکمت والا (اور) ہمیشہ خبر رکھتا ہے۔

اس ضمن میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر پر [کھڑے ہو کر] فرمایا: جو تھوڑے پر (چھوٹی بات پر) شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدم ذکر کفر (یعنی ناشکری) ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ بیروت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اب غور کر کے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔ غرض اوّلاً بالذّات اکمل اور اعلیٰ طور سے خدا تعالیٰ ہی مستحق تعریف ہے۔''

(روئداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۹۸-۶۰۱)

اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کریں اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ اپنی پنجوقتہ نمازیں باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کریں، اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دلوں میں اللہ اور اس کی حمد و ثنا کا ذکر ہمیشہ رکھیں۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظام خلافت سے نوازا ہے۔ لہٰذا ہر احمدی کو خلافت کا وفادار اور فرمانبردار رہنا چاہئے اور خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے تعلق کو مسلسل مضبوط کرتے رہنا چاہئے۔ یہ ہماری مسلسل ترقی کی کلید ہے اور صرف یہی راستہ ہے جو ہماری جماعت کی ابدی ترقی کی طرف ہمیں لے جانے والا ہے۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبات جمعہ کو سننا چاہئے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔

آخر میں مَیں آپ سب سے کہتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور پختہ عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ عہد کریں کہ آپ وہ تمام خالص تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی بیعت کی شرائط کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان شاء اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ اسلام کے پُرامن پیغام کی اشاعت کا ذریعہ بنیں گے اور اپنے ہم وطنوں بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو اسلام کے سائے تلے لانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 18 جنوری 2025ء)

❁❁❁❁

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

اونٹ مجھے چیر کر کھا جائیں گے۔ اب یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اُسے کوئی ایسا نظارہ نظر آیا تھا یا حق کا رعب اُس پر چھا گیا تھا مگر بہرحال جب رسول کریم ﷺ حلف الفضول کے معاہدہ کے احترام میں ایک مظلوم شخص کا حق دلانے کے لئے انتہائی خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُس کے پاس گئے تو سچائی کے رُعب نے اُس کی شرارت کی رُوح کو کچل دیا اور وہ مظلوم کا حق دینے کیلئے تیار ہو گیا۔

پھر رسول کریم ﷺ کو وفائے عہد کا اس قدر پاس تھا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب یہ معاہدہ ہوا کہ مکہ کے لوگوں میں سے کوئی نوجوان مسلمان ہوا تو اسے اس کے رشتہ داروں کی طرف واپس کر دیا جائیگا لیکن جو مسلمان مکہ والوں کی طرف واپس جائیگا اُسے مکہ والے واپس کرنے پر مجبور نہیں ہونگے۔ تو ابھی اس معاہدہ کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ سہیل جو مکہ والوں کی طرف سے معاہدہ کر رہا تھا اُس کا اپنا بیٹا رسیوں سے جکڑا ہوا اور زخموں سے چور رسول کریم ﷺ کے سامنے آ کر گرا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں دل سے مسلمان ہوں مگر میرا باپ اسلام کی وجہ سے مجھے تکلیفیں دے رہا ہے۔ آج میرا باپ یہاں آیا تو میں موقعہ پا کر نکل بھاگا اور یہاں آ گیا۔ رسول کریم ﷺ نے ابھی اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ اُس کا باپ کہنے لگا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اب اسے میرے ساتھ جانا پڑیگا۔ ابوجندل کی حالت اس وقت اتنی دردناک تھی کہ مسلمانوں کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہتے تھے۔ خود ابوجندل نے بھی رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پھر مکہ والوں کی طرف واپس کر دیں گے تاکہ یہ لوگ مجھے پہلے سے بھی زیادہ تکلیف دیں؟ مگر آپ نے فرمایا! خدا کے رسول معاہدہ نہیں توڑا کرتے۔ تمہیں بہرحال واپس جانا پڑیگا۔ تم صبر سے کام لو اور خدا تعالیٰ پر توکل کرو۔ چنانچہ وہ مکہ میں واپس بھجوا دیا گیا۔ پھر جب آپ مدینہ پہنچے تو مکہ کا ایک اور نوجوان ابوبصیرؓ آپ کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا مدینہ پہنچا مگر رسول کریم ﷺ نے اُسے بھی معاہدہ کے مطابق مکہ واپس جانے پر مجبور کیا۔ اسی طرح وفائے عہد کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ ایک حکومت کا ایلچی رسول کریم ﷺ کے پاس کوئی پیغام لے کر آیا اور آپ کی صحبت میں کچھ دن رہ کر اسلام کی سچائی کا قائل ہو گیا۔ اُس نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنے اسلام کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ مناسب نہیں۔ تم اپنی حکومت کی طرف سے ایک امتیازی عہدہ پر مامور ہو۔ تم اسی حالت میں واپس جاؤ اور وہاں جا کر اگر تمہارے دل میں اسلام کی محبت پھر بھی قائم رہے تو دوبارہ آ کر اسلام قبول کرو۔

پھر مسلمانوں کو بھی وفائے عہد کا اسقدر خیال رہتا تھا کہ ایک دفعہ کفار نے عین جنگ کے دوران میں دھوکا سے ایک حبشی مسلمان سے معاہدہ کر لیا اور انہوں نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ جب لشکر آگے بڑھا تاکہ قلعہ میں داخل ہو تو انہوں نے کہا ہمارا تو تم سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ کمانڈر نے کہا میرے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا ہم نے ایک حبشی سے معاہدہ کر لیا تھا۔ اور اُس نے بعض شرائط پر ہمیں امن دیدیا تھا۔ کمانڈر نے کہا اُسے معاہدہ کا کیا اختیار تھا، معاہدہ تو میرے ساتھ ہونا تھا۔ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے ہم آپ سے معاہدہ کر چکے ہیں۔ جب یہ اختلاف بڑھا تو اسلامی فوج کے کمانڈر نے حضرت عمرؓ کو یہ تمام واقعہ لکھ دیا اور دریافت کیا کہ اب کیا کیا جائے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے وفاء عہد کو بڑی عظمت و اہمیت دی ہے۔ سو تم اس عہد کو پورا کرو اور اُس وقت تک اس عہد پر قائم رہو جب تک کہ فریق ثانی خود اس عہد کی خلاف ورزی نہ کرے۔

غرض اسلام امانت و دیانت اور معاہدات کی پابندی کو خاص اہمیت دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہی مومن کامیاب ہو سکتے ہیں جو امانت اور وفائے عہد میں بھی بہترین نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 133 تا 134، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

برائیاں دور کرکے نیکیوں پہ قدم مارنا یہ اصل چیز ہے برے اخلاق کو ختم کرنا اور اچھے اخلاق کو اپنانا یہ اصل چیز ہے
صرف برائی سے بچنا تقویٰ نہیں ہے بلکہ برائی سے بچ کر نیکیوں کو بجالانا تقویٰ ہے

ہم نے اپنے اعمال کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلامی تعلیم ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے اور اس زمانے میں جن کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 28/مارچ 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اللہ تعالیٰ کی نظر میں کون سا شخص کامیاب ہوتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وہ آدمی فلاح پا گیا جو پاک ہو گیا یعنی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ مقصد کو پا گیا۔ جب اس پر عمل کرو گے تو تبھی تمہیں فائدہ ہوگا۔ آپؑ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ہزاروں چور ہیں، زانی ہیں، بدکار ہیں، شرابی ہیں، بدمعاش ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہیں مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں؟ کیا وہ حق رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کہلا سکیں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ امتی وہی ہے جو آپؐ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔

سوال: ہمیں اپنے اعمال کو کس طرح ڈھالنا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہم نے اپنے اعمال کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلامی تعلیم ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے اور اس زمانے میں جن کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔

سوال: جماعت احمدیہ کے افراد کو مخالفت پر کس طرح کا نمونہ ظاہر کرنا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس جماعت میں جو داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ فرمایا کہ جماعت میں داخل ہونے کے بعد تکلیفیں بھی پہنچتی ہیں۔ اگر تکلیفیں نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ممکن ہے۔ فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں تیرہ برس تک دکھ اٹھائے اور تمہیں تو پتہ ہی نہیں کہ اس زمانے کی تکلیفیں کیا تھیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ تکلیفیں تو پہنچتی ہیں لیکن جب مکہ میں صحابہؓ کو بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ تکلیفیں پہنچ رہی تھیں تو اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کی تعلیم دی تھی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آخر کار دشمن فنا ہو گیا۔ فرمایا کہ تم دیکھو گے کہ یہ جو شریر لوگ ہیں، جو تمہاری مخالفت کرتے ہیں یہ بھی اس وقت نظر نہیں آئیں گے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شے نہیں ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تاریخ بتاتی ہے کہ اوائل میں جو سچا مسلمان ہوتا ہے اسے صبر کرنا پڑتا ہے۔ صحابہ پر بھی ایسا ہی زمانہ آیا کہ پتّے کھا کر گزارہ کیا۔ بعض اوقات روٹی کا ٹکڑا بھی میسر نہیں آتا تھا۔ فرمایا کہ کوئی انسان کسی کے ساتھ بھلائی نہیں کرسکتا جب تک خدا تعالیٰ بھلائی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہے تو پھر ہی انسانوں کی طرف سے بھی بھلائیاں ہوتی ہیں۔ جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ پھر اس کے واسطے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہ تمہارا خیال ہے کہ لوگ تمہارے لیے بھلائی کریں گے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا ابھی یہ ارادہ نہیں ہے کہ بھلائی ہو تو تم لاکھ کوششیں کر لو لوگ بھلائی نہیں کرسکتے۔ نیکی پر چلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا ضروری ہے اور جب اس کی رضا حاصل ہوگی اور جب ہم تقویٰ پر چلنے لگیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے دروازے بھی کھولے گا۔ ان شاء اللہ۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ اس سے سب کچھ حاصل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

سوال: حقوق العباد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپس میں مل جل کے بیٹھو۔ جس قدر تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔

سوال: اصل تقویٰ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: متقی بننے کے لیے ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریاء، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ یہ بات تقویٰ کے لیے ضروری ہے کہ موٹی موٹی برائیاں جو ہیں ان سے دور رہے۔ جو گھٹیا اخلاق ہیں ان سے بچے۔ گھٹیا باتوں سے بچے۔ لیکن صرف اتنا کافی نہیں ہے بلکہ اچھے اخلاق اس کے مقابلے میں پیدا ہوں تو پھر ہی اصل تقویٰ ہے۔ صرف برائیاں دور کر کے نیکیوں پہ قدم مارنا یہ اصل چیز ہے۔ برے اخلاق کو ختم کرنا اور اچھے اخلاق کو اپنانا یہ اصل چیز ہے۔ صرف برائی سے بچنا تقویٰ نہیں ہے بلکہ برائی سے بچ کر نیکیوں کو بجالانا تقویٰ ہے۔

سوال: حضور انور نے اس پر آشوب زمانے میں جماعت کو کس طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانے میں جبکہ ہر طرف ضلالت اور غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔

سوال: ہمیں کشتی نوح کو کیوں پڑھنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کشتی نوح کو بار بار پڑھو۔ اس میں تمہارے لیے نصائح ہیں اور جب اس کو بار بار پڑھو گے اور نصائح پر عمل کرو گے اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو گے اور جو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکموں کے مطابق احکامات درج ہیں ان کو دیکھو گے تو پھر وہی تمہاری کامیاب زندگی ہے اور وہی چیز ہے جو تمہیں بیعت میں فائدہ دینے والی ہوگی۔

سوال: عبادتوں کے معیار کس طرح اونچے کئے جاسکتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت سے پورا حصہ لو اور اصل توحید اسی سے قائم ہوگی اور اس کے لیے جہاں تم اقرار کرتے ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اس کی توحید قائم کرنا چاہتے ہیں وہاں اس کی تصدیق لازمی ہے اس کے لیے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گرنا اور گڑگڑانا ضروری ہے۔ جب یہ باتیں ہوں گی تو تب ہی ہم حقیقی توحید کو بجالانے والے اور اس پر عمل کرنے والے اور اس کو پھیلانے والے ہوں گے۔

سوال: خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت سے مراد ہے کہ اپنے والدین اور اپنی جورو یعنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے نفس ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جائے چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ:201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہہ کر پکارو بلکہ اس نے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکا نہ لگے۔ اس لیے یہ کہا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکا نہ لگے اور خدا کو باپ کہہ کر پکارا نہ جائے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کو رفع کرنے کے لیے اَشَدَّ ذِكْرًا رکھ دیا گیا۔ اَشَدَّ ذِكْرًا نہ ہوتا تو اعتراض ہوسکتا تھا مگر اب تو اس نے اس کو حل کر دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باپ سے زیادہ ذکر کرو۔

اگر ہماری دعاؤں کے ساتھ ہمارے عمل مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے تو پھر ہماری فرمانبرداری کبھی کامل فرمانبرداری نہیں کہلا سکتی اور جب کامل فرمانبرداری نہ ہو تو پھر دعا بھی نہیں رہتی بلکہ ہمارے منہ سے نکلے ہوئے کھوکھلے الفاظ ہوتے ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم دسمبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ المؤمن کی آیت نمبر 67 کی تلاوت فرمائی: قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

سوال: ہمیں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کس طرح شکریہ ادا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیاوی آرام و آسائش کے لئے، تمہارے سکون کے لئے رات اور دن بنا کر ہر ایک انسان پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے، اور ایک بہت بڑا احسان ہے۔ اس احسان کے بدلے میں ایک مومن بندے سے سوائے شکر کے جذبات کے کسی اور اظہار کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہئے ایک مومن سے کسی دوسرے اظہار کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ پس اس شکر گزاری کے جذبات کے نتیجہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب ہے اس کی عبادت کی طرف توجہ رہے اور کبھی کوئی ایسا موقع نہ آئے جب تم شیطان کے بہکاوے میں آجاؤ۔ اس لئے ہوش کرو اور ہمیشہ اُن نعمتوں کو یاد کرتے رہو جن میں زمین و آسمان اور اس کے اندر اور درمیان کی کائنات کی ہر چیز شامل ہے اور جس میں اس نے تمہاری بقا کے سامان مہیا کئے ہوئے ہیں۔

سوال: ایک احمدی مسلمان کا کیا اعلان ہونا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: احمدی کا یہ اعلان ہونا چاہئے کہ ہم تو اپنے ربّ کے حکم کے مطابق جو ربُّ العالمین ہے اس کے تمام حکموں پر عمل کرتے ہوئے کامل فرمانبرداری سے اس کے آگے جھکتے ہیں اور اس کے حضور یہ عرض کرتے ہیں کہ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ کہ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری تمام برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔ ہم عاجزی سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اب جبکہ ہم نے اس امام کو مان لیا ہے، تیرے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہماری یہ دعا قبول فرما کہ ہم اب کبھی کسی قسم کی برائیوں میں نہ پڑیں، کسی بھی قسم کی غلطیوں کا ارتکاب ہم سے نہ ہو، ہمیشہ گناہوں سے بچتے رہیں، پس اے ہمارے خدا تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں ہر قسم کی برائیوں سے بچائے رکھ، جب ہمارا واپسی کا وقت آئے، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا وقت آئے تو ہم میں سے ہر ایک کا شمار ان لوگوں میں سے ہو جو نیک لوگ ہیں، ہمارا شمار ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے ایمانوں کو درست اور قوی کیا، اپنے ایمانوں کو ہمیشہ دنیا کے گند اور گرد و غبار سے بچائے رکھا۔

سوال: اگر ہماری دعاؤں کے ساتھ ہمارے عمل مطابقت نہیں رکھیں تو کیا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر ہماری دعاؤں کے

ساتھ ہمارے عمل مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے تو پھر ہماری فرمانبرداری کبھی کامل فرمانبرداری نہیں کہلاسکتی اور جب کامل فرمانبرداری نہ ہوتو پھر دعا بھی نہیں رہتی بلکہ ہمارے منہ سے نکلے ہوئے کھوکھلے الفاظ ہوتے ہیں۔

سوال: ہمیں کس بات کا ہمیشہ جائزہ لینا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمیں ہمیشہ اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ منادی کی آواز سن کر ہم جو اعلان کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم تجھے گواہ بنارہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کیا ہمارا یہ اعلان حقیقت پر مبنی ہے؟ کیا یہ کامل فرمانبرداری والا ایمان ہے؟ کیا ہم نے سچائی کو سمجھتے ہوئے اپنے ربّ کو گواہ بنا کر اس کو پکارا ہے؟ یا ماحول کے زیر اثر یہ آواز لگائی ہے، یہ صدا دی ہے اور ہمیں صفت رب کا صحیح طرح فہم وادراک نہیں ہے اور یہ پکار صرف زبانی جمع خرچ ہے، کھوکھلا دعویٰ ہے، یہ کھوکھلا نعرہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقی طور پر اس روح کو سمجھنے کی توفیق دے جو اس دعا کے پیچھے ہونی چاہئے، اپنے ربّ کو پکارتے ہوئے ہمیں اپنے اندر ایک درد کی کیفیت محسوس ہو، ہم اپنے ربّ کو درد سے پکار کر اپنے آپ کو نیکوں میں شامل کرنے کی درخواست کررہے ہوں، اللہ سے یہ دعا مانگ رہے ہوں کہ ہمیں حقیقی نیک بنادے۔ پھر یہ بھی جائزے لینے ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں اور ہم کس حد تک آپ کی خواہشات پر آپ کی تعلیم پر عمل کررہے ہیں۔

سوال: حکمت حاصل ہونے اور نیک لوگوں میں شامل ہونے کی کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 84 تا 86 میں فرماتا ہے رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ کہ اے میرے ربّ مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر اور میرے لئے بعد میں آنے والے لوگوں میں سچ کہنے والی زبان مقدر کردے اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

سوال: خدا تعالیٰ بخشش حاصل کرنے کی کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَغَفَرَ لَہٗ اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ اے میرے رب یقیناً مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس مجھے بخش، تو اس نے اسے بخش دیا یقیناً وہی ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو یہ جو دُعا یہاں بیان کی گئی ہے یہ قصّہ کہانی کے طور پر نہیں لکھی گئی۔ بلکہ اس لئے بتائی ہے کہ اگر تم خالص ہو کر اپنے ربّ سے مانگو تو وہ تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کرے گا۔ پس جب دل سے دعا نکلے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔

سوال: رَبَّنَا کے لفظ میں اللہ تعالیٰ نے کس طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اُس ربّ کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو...... بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا ربّ بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گزارا ہی مشکل ہے بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہو کو اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں ہے۔ سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقعہ بھی اس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اس کا رزق آ سکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟ دعا کی حاجت تو اسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس دَر کے نہ ہو۔ اسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً...... الخ ایسی دعا کرنا صرف انہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا ربّ جان چکے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ ان کے ربّ کے سامنے اور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں۔

......اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین وآسمان کی جو نعمتیں مہیا فرمائی ہیں، زمین وآسمان کی جو چیزیں ہمارے ربّ نے ہماری خدمت کے لئے لگائی ہوئی ہیں یہ بے شمار ہیں جن کے نام لیتے چلے جائیں تو ایک لمبی فہرست بن جائے گی۔

✡✡✡✡

اعلان نکاح

✡ مکرم تجمل احمد صاحب نائک ابن مکرم مشتاق احمد نائک صاحب جماعت احمدیہ محمود آباد (آسنور) کولگام کا نکاح مکرمہ حُور گلشن صاحبہ بنت مکرم محمد صابر نائک صاحب جماعت احمدیہ محمود آباد (آسنور) کولگام کے ساتھ مکرم بلال احمد صاحب معلم سلسلہ محمود آباد نے احمدیہ مسجد محمود آباد میں 1,60,000/- (ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپئے) حق مہر کے عوض پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو فریقین کے لئے یہ نکاح مبارک کرے اور شیریں ثمرات کا باعث بنائے۔ (آمین) (راجہ جمیل احمد انسپکٹر بدر)

اعلان ولادت

✡ مکرم جاوید احمد کھانڈے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 19 جون 2025ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام مسرور احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم محمد ایوب کھانڈے صاحب جماعت احمدیہ آسنور کولگام کا پوتا اور مکرم راجہ خورشید احمد خان صاحب جماعت احمدیہ سند براری کا نواسہ ہے۔ نومولود کے نیک خادم دین بننے اور دونوں خاندانوں کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل احمد انسپکٹر بدر)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/فروری 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرمہ امۃ السلام فرح صاحبہ

اہلیہ مکرم چودھری مجید احمد صاحب

(فارنہم۔ یوکے)

16/فروری کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تہجد کی پابند نیک خاتون تھیں۔ توکل اور شکر گزاری کا وصف آپ میں بہت نمایاں تھا۔ قرآن کریم سے خاص عشق تھا اور آخر وقت تک ITQA انٹر نیشنل تعلیم القرآن اکیڈمی سے رجسٹر رہیں اور کلاسز لیتی رہیں۔ خلافت کی سچی عاشق تھیں اور بڑی عقیدت سے حضور انور کی خدمت میں اپنے ہاتھ سے خطوط لکھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے دونوں بیٹے مربی سلسلہ ہیں اور دونوں بیٹیاں بھی مربیان سے بیاہی ہوئی ہیں۔ آپ مکرم لئیق احمد بلال صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) اور مکرم عزیز احمد بلال صاحب (مربی سلسلہ وکالت تبشیر یوکے) کی والدہ اور مکرم سہیل مبارک شرما صاحب (مربی سلسلہ و نائب امیر کینیڈا) اور مکرم سید عطاء الواحد رضوی صاحب (مربی سلسلہ مرکزی رشین ڈیسک) کی خوشدامن تھیں۔ آپ کے میاں مکرم چودھری مجید احمد صاحب وکالت تبشیر یوکے میں شعبہ رشتہ ناطہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم مبارک احمد راجپوت صاحب

ابن مکرم عبد المجید راجپوت صاحب

(ناروے)

28/دسمبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت میاں علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ اور نانا حضرت امیر بخش صاحب پہلوان رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحوم کے والد قادیان میں رہائش پذیر تھے اور تقسیم ہند کے بعد آپ کا خاندان لاہور منتقل ہوا۔ مرحوم 1968ء میں ناروے آئے اور شروع سے ہی جماعت کے مختلف کاموں میں حصہ لیتے رہے۔ ریڈیو اسلام احمدیہ کے اجرا میں نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ بعد ازاں لوکل ٹی وی نیٹ ورک پر TV Islam Ahmadiyya کے سلسلہ میں بھی کافی کام کیا۔ آپ کو پڑھائی سے خاص شغف تھا۔ ناروے آنے کے بعد اردو سے نارویجن زبان کی پہلی ڈکشنری بھی تیار کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے شامل ہیں۔

(2) مکرم چودھری عبد المجید صاحب

ابن مکرم خیر الدین صاحب

(بلجیم)

4/جنوری 2025ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ربوہ سے پہلے جرمنی اور پھر وہاں سے بلجیم نقل مکانی کر گئے۔ اس دوران دونوں ممالک میں مختلف جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعت کے ہر پروگرام میں باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ آپ کو عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 5 بیٹے اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے سب سے بڑے بیٹے حافظ قرآن ہیں۔ آپ کے ایک داماد افریقہ میں اور ایک نواسے جرمنی میں مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ اسی طرح آپ کی دو پوتیاں بھی مربیان سے بیاہی ہوئی ہیں۔

(3) مکرم صفی اللہ چودھری صاحب

ابن مکرم چودھری عطاء اللہ خاں صاحب وڑائچ مرحوم

(امریکہ)

3/نومبر 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم حافظ چودھری رحیم بخش صاحب وڑائچ (آف شادیوال ضلع گجرات) کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے 1906ء یا 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت اور بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ تقسیم ہند کے بعد چند برس اپنے آبائی گاؤں میں قیام کے بعد مرحوم نے اپنے خاندان کے ہمراہ ربوہ ہجرت کی اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بیچلرز اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ماسٹرز کرنے کے بعد سکالرشپ پر اوساکا یونیورسٹی جاپان سے 1973ء میں کیمسٹری میں PhD کی ڈگری مکمل کی۔ اس کے بعد آپ پاکستان واپس آئے اور ایک کیمیکل کمپنی میں تین سال تک کام کیا اور 1976ء میں امریکہ منتقل ہوئے۔ 1985ء سے وفات تک آپ نے فارما سوٹیکل انڈسٹری میں مختلف کمپنیوں میں اعلیٰ عہدوں پر کام کیا اور بعد ازاں اپنی کنسلٹنگ کمپنی شروع کی۔ آپ نے Willingboro جماعت کے صدر کے علاوہ مقامی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن امریکہ کے صدر بھی رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرمہ رفعت جہاں صاحبہ

اہلیہ مکرم ملک نعیم احمد صاحب

(ہالینڈ)

2/جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ مزاج، منکسر المزاج، ہمدرد، خوش اخلاق، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ ڈچ زبان سیکھنے کے بعد لجنہ کے تحت تراجم کے شعبہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ پبلک لائبریریوں میں جماعتی لیکچرز میں بھی حصہ لیتی رہیں۔ مقامی لجنہ میں بھی مختلف رنگ میں

خدمت بجالاتی رہیں۔ بہت سے ڈچ ہمسایوں سے اور سکول کے بچوں کی فیملیوں کے ساتھ اچھا تعلق تھا۔ بیماری میں بہت صبر وحوصلہ سے کام لیتی رہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا، ایک بیٹی اور بوڑھے والدین شامل ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب (اسیر راہ مولیٰ پشاور۔ حال ہالینڈ) کی بیٹی اور مکرم برہان الدین احمد صاحب (کارکن مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن۔ اسلام آباد) کی چچازاد بہن تھیں۔

✡✡✡✡

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26فروری 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم خالد اختر احمد صاحب
ابن مکرم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
(لندن۔ یوکے)

24/فروری 2025ء کو 91سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مہر دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحوم جماعت کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ لندن میں ابتدائی ایام میں مسجد فضل کے کچن میں خدمت بجالایا کرتے تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ قائد خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نیک دیندار، مخلص، اور باوفا بزرگ تھے۔ خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ آپ کی محبت اور عقیدت مثالی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم داؤد احمد چودھری صاحب
ابن مکرم چودھری ناصر احمد صاحب
(وانڈزورتھ۔ یوکے)

15/جنوری 2025ء کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم خوش اخلاق، مخلص اور محنتی انسان تھے۔ جماعت کی خدمت اور ہر کسی کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں مہمانوں کی ٹرانسپورٹ کے لیے اپنی خدمات پیش کیا کرتے تھے۔ پاکستان میں اور پھر یوکے آنے پر مقامی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پیشہ کے لحاظ سے کمپیوٹر انجینئر تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری محمد رمضان رانجھا صاحب
(آسٹریلیا)

28/دسمبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد حضرت چودھری دین محمد صاحب نمبردار رضی اللہ عنہ (آف چوہڑ منڈا سیالکوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحومہ نے پاکستان میں مقامی مجلس میں نائب صدر لجنہ اور سیکرٹری مال کے علاوہ شعبہ تبلیغ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابرہ و شاکرہ، غریب پرور، نیک، دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا عقیدت کا تعلق تھا اور اولاد کو بھی خلافت سے وابستگی کی تلقین کرتی تھیں۔ پردہ کی بہت پابند تھیں۔ تبلیغ بہت شوق سے کرتی تھیں۔ آپ نے زندگی میں بہت مشکلات دیکھیں اور بڑی بہادری سے انہیں برداشت کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 6 بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مظفر احمد رانجھا صاحب (مقیم یوکے) مقامی اور ریجنل سطح پر مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ اسماء منیر صاحبہ
اہلیہ مکرم حبیب احمد صاحب
(قادیان)

5/جنوری 2025ء کو 39 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں اور لجنہ کی فعال رکن تھیں۔ مرحومہ کو جو بھی جماعتی/تنظیمی کام سپرد کیا جاتا وقت پر کیا کرتی تھیں۔ اپنے محلہ کی سیکرٹری ناصرات اور سیکرٹری امور طالبات کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم چودھری نصیر احمد صاحب
(حلقہ اسلامیہ کالج امارت کریم نگر فیصل آباد)

6/فروری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، ہمدرد، مہمان نواز، اچھی طبیعت کے مالک ایک مخلص انسان تھے۔ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے تھے۔ جماعتی رسائل و کتب کا مطالعہ کرتے۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ چندوں کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتے اور ہر تحریک میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کا بہت احترام تھا۔ گھر میں ہر وقت MTA لگا رہتا اور حضور کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتے تھے۔ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ آپ کو بطور زعیم اعلیٰ انصاراللہ دارالنور فیصل آباد خدمت کی توفیق ملی۔ پیشے کے اعتبار سے سکول ٹیچر تھے اور ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے۔ آپ نے بہت سے بچوں کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کی۔ آپ کے شاگرد بہت سے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم حافظ مسرور احمد صاحب مربی سلسلہ ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی ربوہ کے سسر تھے۔

(5) مکرمہ انیس اختر ملک صاحبہ
اہلیہ ڈاکٹر مومن حسن ملک صاحب مرحوم
(کینیڈا)

31/دسمبر 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم مشتاق احمد صاحب پاکستان ریلوے میں بحیثیت سیکرٹری بورڈ اور ماموں مکرم خواجہ بشیر الدین محمود صاحب ابتدائی دور میں کشمیر کے وزیر صحت کے منصب پر فائز رہے۔ آپ مکرم ملک برکت علی صاحب (سابق امیر جماعت حافظ آباد) کی بہو اور مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر عملہ حفاظت اسلام آباد، یوکے) کی بھابی تھیں۔ مرحومہ نے مختلف جماعتی خدمتوں کی بھی توفیق پائی۔ بڑی دیر تک جماعت کینیڈا کے ابتدائی سالانہ جلسوں میں مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنے کی خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم سے خاص شغف رکھنے والی، بڑی خوش اخلاق، صدقہ وخیرات کرنے والی غریب پرور، ہمدرد اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ ریما ملک صاحبہ احمدیہ ایلیمنٹری سکول مسی ساگا میں بطور پرنسپل خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

(6) مکرم محمد اطہر الحق صاحب
(آف پنکال صوبہ اڈیشہ۔ سابق ایڈیشنل ناظر تعمیرات قادیان)

30/نومبر 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے تایا کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1906ء میں بیعت کی تھی۔ اس کے بعد ان کے تین بھائی جن میں مرحوم کے والد بھی شامل تھے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ مرحوم صوبہ اڈیشہ کے پہلے احمدی سول انجینئر تھے۔ 2003ء میں سرکاری محکمہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد حضور انور کی منظوری سے وقف کر کے قادیان آ گئے اور 2003ء سے 2012ء تک بطور ایڈیشنل ناظر تعمیرات خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم کو مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح، مسجد مبارک اور قادیان کی کئی جماعتی عمارتوں کی تعمیر، مرمت اور توسیع کے علاوہ صوبہ اڈیشہ کی کئی جماعتوں میں مساجد، مشن ہاؤسز، جماعتی عمارات کی تعمیر و مرمت کے حوالہ سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے۔ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا اور خلافت سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جماعتی پروگراموں میں خود بھی آتے اور دیگر افراد جماعت کو بھی حاضر ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ غریب بچیوں کی شادیوں پر بھی مدد کیا کرتے تھے۔ مرحوم کو 2006ء میں حج بیت اللہ کی توفیق بھی ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

✡✡✡✡

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 14/جون 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 8 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ لبینہ احسان صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم مرزا نصیر احسان احمد صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم مرزا ظفر نوشیروان احمد صاحب (واقفِ نو۔ جرمنی) ابن مکرم مرزا افضل احمد صاحب (ناظر تعلیم ربوہ)
(2)	مکرمہ ہالہ ہادی صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم عبدالہادی شہزاد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم سید عارفین احمد تجمل صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم سید ابرار شاہ تجمل صاحب (یوکے)
(3)	مکرمہ انعم حئی احمد صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم نصیر احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم صائم احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم ناصر احمد صاحب (جرمنی)
(4)	مکرمہ فریحہ دانیہ افضل صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم محمد افضل صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم علیم نعیم صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم راشد نعیم صاحب (جرمنی)
(5)	مکرمہ الماس محمود صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم محمود احمد شاہد صاحب (ہالینڈ) ہمراہ مکرم شاہجہان احمد ڈوگر صاحب ابن مکرم ہارون ڈوگر صاحب (ہالینڈ)
(6)	مکرمہ سجیلہ احمد مرزا صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم شاہد احمد مرزا صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم عبدالحکیم ناصر صاحب ابن مکرم ناصر احمد تنولی صاحب (امریکہ)
(7)	مکرمہ میشا طارق صاحبہ بنت مکرم خالد طارق صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم سعود احمد خان صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم انس احمد خان صاحب (جرمنی)
(8)	مکرمہ ماہ نور منور سِدھو صاحبہ بنت مکرم منور احمد سِدھو صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم ثاقب محمود آصف صاحب ابن مکرم محمود آصف صاحب (جرمنی)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصاراللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12332: میں جاسمینہ بی بی زوجہ مکرم حبال شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال تاریخ بیعت 2005ء ساکن: ابراہیم پور بھرت پور صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 40 گرام 22 کیریٹ۔ فکسڈ ڈیپازٹ دولاکھ پچاس ہزار روپئے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ٹی امیرالدین الامۃ : جاسمینہ بی بی گواہ : زبیراحمد

مسل نمبر12333: میں شبن خان ولد مکرم اچھن خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 58 پیدائشی احمدی ساکن: لودھی پور شاہ جہان پور ڈاکخانہ بہادر گنج بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ جائیداد نمبر 1: ایک عدد رہائشی مکان گز 112 جس کا خسرہ نمبر 295، 296 ہے جس کا ٹی پی نمبر 608 ہے۔ جائیداد نمبر 2: دوایکڑ کل بارہ بیگا خسرہ نمبر 189، 195 ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/72,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عارف احمد خان العبد : شبن خان گواہ : طاہر ظفر قریشی

مسل نمبر12334: میں لبنیٰ طاہر زوجہ مکرم محمد طاہر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم مئی 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: کوٹھی دارالسلام بلاک نمبر 9 فلیٹ نمبر 5 بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 4 مارچ 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد چین، چار عدد انگوٹھیاں، دوعدد ٹاپس، ایک نوز رنگ (تمام زیورات 20 گرام 18 کیریٹ) زیور نقرئی: دو جوڑی پائل 100 گرام۔ حق مہر -/95,000 روپئے میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عارف احمد خان غوری الامۃ : لبنیٰ طاہر گواہ : طارق خان

مسل نمبر12335: میں فوزیہ اختر دانی بنت مکرم منور احمد دانی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 9 جنوری 1999ء پیدائشی احمدی ساکن: پوسٹ پردا ضلع مہاسمند صوبہ چھتیس گڑھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 مارچ 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی دوگرام، ایک عدد انگوٹھی تین گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ نصیر احمد الامۃ : فوزیہ اختر دانی گواہ : فاروق احمد

مسل نمبر12336: میں جہانگیر عالم ولد مکرم عبدالحق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش: یکم جون 1994ء پیدائشی احمدی ساکن: ٹیٹنگنا ماری، ابھے پوری، بنگائی گاؤں صوبہ آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/13,300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین العبد : جہانگیر عالم گواہ : عمر عبدالقدیر

مسل نمبر12337: میں غلام مصطفیٰ ولد مکرم اشوک علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 9 جنوری 1998ء پیدائشی احمدی ساکن: نزارویٹا ضلع بونگائی گاؤں صوبہ آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 17 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز مزدوری ماہوار -/2,400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصرالدین العبد : غلام مصطفیٰ گواہ : عمر عبدالقدیر

مسل نمبر12338: میں آسمہ بیگم زوجہ مکرم سمیر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 23 جنوری 1993ء تاریخ بیعت 2001ء ساکن: گاؤں منشی کا پورا پوسٹ پراولی ضلع مورینہ ایم پی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 اپریل 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ چار مرلہ 24 کوارٹر قادیان کے پشت میں واقع ہے۔ زیور طلائی: ایک تولہ 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 250 گرام۔ حق مہر -/10,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/13,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالستار الامۃ : آسمہ بیگم گواہ : سمیر خان

مسل نمبر12339: میں بازلہ جاوید زوجہ مکرم طلحہ احمد چیمہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 13 اپریل 2000ء پیدائشی احمدی ساکن: حلقہ مبارک قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: چار عدد کڑے 30.530 گرام۔ بالیاں 2.920 گرام۔ چار عدد انگوٹھیاں 11.080 گرام۔ چین مع لاکٹ کانٹے 12.700 گرام۔ چین 8.190 گرام۔ زیور سیٹ 33.860 گرام۔ حق مہر 2 لاکھ روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد چیمہ الامۃ : بازلہ جاوید گواہ : طلحہ احمد چیمہ

مسل نمبر12340: میں باریہ شکیل بنت مکرم شکیل احمد شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ٹیچر تاریخ پیدائش: 19 اپریل 1992ء تاریخ بیعت 19 اپریل 2025ء ساکن: Kite enclave, Rangrath Srinagar صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 19 اپریل 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/7,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شکیل احمد الامۃ : باریہ شکیل گواہ : احمد صادق راتھر

مسل نمبر12341: میں صدیق مصور ولد مکرم منور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ اکاؤنٹنٹ عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن: 18 اے، اے جی ایس کالونی فورتھ مین روڈ ویلا چیری چنئی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1200 اسکوئر فٹ خالی زمین جو کہ سالاوکم میں واقع ہے جس کا سروے نمبر 31/1 پلاٹ نمبر 120 میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/46,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : یوعرفان العبد : صدیق مصور گواہ : محمد سلطان

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 17 July - 2025 Issue. 29

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

فتح مکہ کے ایمان افروز واقعات

اور آنحضرت ﷺ کی سیرت کے انتہائی درخشندہ اور تابناک پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ؍جولائی 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فتح مکہ کے متعلق فرمایا کہ : جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا کہ کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے ایک مرتبہ عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی چابی مانگی تھی تو اس نے جواب میں برا بھلا کہا آپؐ کیلئے نہایت غلیظ زبان استعمال کی تھی۔ آپؐ نے اس وقت نہایت تحمل سے کام لیا اور فرمایا یا عثمان! یاد رکھو یہ چابی کسی نہ کسی دن میرے ہاتھ میں آئے گی اور میں اسے اپنی مرضی سے جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے اس وقت یہ جواب دیا تھا کہ اگر ایسا وقت آیا تو وہ قریش کی ہلاکت اور ذلت کا وقت ہوگا اس پر آپؐ نے فرمایا تھا نہیں بلکہ اُس وقت قریش کی عزت وتکریم ہوگی۔ یہ ساری زیادتیاں جو آپ سے کی گئی تھیں اس وقت آپ کو یاد تھیں اور یہ ساری باتیں عثمان کو بھی یاد آرہی ہوں گی اور آنحضرت لیکن آپ نے اسے فرمایا اَے عثمان اپنی چابی سنبھالو، آج نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے۔ یہ چابی ہمیشہ کے لئے لے لو تم سے صرف ظالم ہی اسے چھینے گا اور یہ تمہارے خاندان میں رہے گی۔ چنانچہ آج تک خانہ کعبہ کی چابی اسی خاندان میں نسل در نسل چلی آرہی ہے۔

انہی دنوں میں فضالہ بن عمیر کا آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بھی ظاہر ہوا۔ فضالہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو میں بھی اُس بھیڑ میں شامل ہو گیا اور سوچا کہ جونہی میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گا تو اپنے خنجر سے وار کر کے آپؐ کو قتل کر دوں گا۔ وہ اس ارادے سے آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جونہی وہ آپ کے قریب ہوا تو آپؐ نے فرمایا تم فضالہ ہو۔ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ کہنے لگا کہ میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس پر آپؐ مسکرائے اور فرمایا اللہ سے استغفار کرو۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ نہیں کر رہے تھے اور آپؐ اس کے قریب آئے اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ فضالہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا آپؐ نے میرے سینے سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب مجھے محمد ﷺ ہی لگنے لگے اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ آیا۔ فضالہ کی کایا پلٹ چکی تھی۔

انہی دنوں میں حضرت ابوبکر کے والد ماجد نے اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول کریم ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر اپنے والد کو لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَے ابوبکر تم اس عمر رسیدہ شخص کو گھر ہی میں رہنے دیتے، میں خود ان کے پاس آجاتا اس پر حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اسلام لے آئیں آپ سلامتی میں آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر کے والد نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت ام ہانی کے گھر آپؐ کے کھانا تناول فرمانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ کے روز حضرت ام ہانی سے فرمایا کیا تمہارے پاس کھانا ہے جسے ہم کھائیں۔ انہوں نے عرض کی سوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور مجھے حیا آتی ہے کہ میں انہیں آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپؐ نے فرمایا انہیں ہی لے آؤ۔ آپؐ نے انہیں پانی میں بھگویا۔ پھر فرمایا: کیا شوربہ ہے کوئی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے پاس سرکہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ سرکہ لے آؤ۔ آپؐ نے اسے کھانے پر انڈیلا اور اس میں سے کھایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر فرمایا سرکہ کیا ہی عمدہ سالن ہے۔ اَے ام ہانی جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ غریب نہیں ہوتا۔ حضور انور نے فرمایا: شکر گزاری کی بھی انتہا ہے اور ام ہانی کی دلجوئی بھی کردی۔ فاتح مکہ کا یہ حال ہے جبکہ سب کچھ میسر آسکتا تھا لیکن آپ نے سوکھے روٹی کے ٹکڑوں پر اس وقت گزارا کیا۔

ایک ایمان افروز واقعہ یہ ہوا کہ انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آپؐ پر اپنے وطن کی محبت اور اپنے قبیلے کی محبت غالب آ گئی ہے اور شاید اب آپؐ یہیں اپنی بستی میں اپنے عزیز رشتہ داروں میں رہ جائیں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا سوچتے ہی وہ غمزدہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو انصار کے اس خیال سے اطلاع دے دی۔ آپؐ نے فرمایا اَے گروہ انصار۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس شخص پر وطن کی محبت غالب آ گئی ہے۔ انہوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا اَے انصار ایسا کبھی نہیں ہو سکتا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے خدا کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑا تھا اور اس کے بعد اب میں اپنے وطن میں واپس نہیں آ سکتا۔ میری زندگی تمہاری زندگی سے ہے اور میری موت تمہاری موت سے وابستہ ہے۔ مدینہ کے لوگ آپ کی یہ باتیں سن کر اور آپ کی محبت اور آپ کی وفا کو دیکھ کر روتے ہوئے آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم ہم نے خدا اور اس کے رسول پر بدظنی کی۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دل اس خیال کو برداشت نہیں کر سکتے کہ خدا کا رسول ہمیں اور ہمارے شہر کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول تم لوگوں کو بری سمجھتے ہیں اور تمہارے اخلاص کی تصدیق کرتے ہیں۔

جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو آپؐ نے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ آپؐ نے اس دن تمام نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں جبکہ آپؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ بالعموم ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرماتے۔

اس دوران آپ نے عام بیعت بھی لی۔ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے عورتوں کی بیعت لی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ جب عورتیں بیعت کے لئے آئیں تو ہند جس نے آپؐ کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا، چادر اوڑھ کر ساتھ آ گئی اور اس نے بیعت کر لی۔ جب وہ اس فقرہ پر پہنچی کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو چونکہ وہ بڑی تیز طبیعت تھی اس نے کہا یا رسول اللہ ہم اب بھی شرک کریں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تھے اور ہم نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا۔ اگر ہمارے خدا سچے ہوتے تو آپ کیوں کامیاب ہوتے؟ رسول کریم ﷺ اُس کی آواز کو پہچانتے تھے، فرمایا ہندہ ہے؟ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ اب میں مسلمان ہو چکی ہوں اب آپ کو مجھے قتل کرنے کا اختیار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا ہاں اب تم پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی۔ غرض وہ قوم جو سمجھتی تھی کہ آپ نے سب خداؤں کو کوٹ کاٹ کر ایک خدا بنالیا ہے ان میں اتنا تغیر پیدا ہو گیا کہ ہندہ جیسی عورت نے کہا کہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا ایک نہیں۔

وہ مجرم جن کے قتل کا حکم صادر ہوا اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ آٹھ مرد اور چھ عورتیں تھیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ جہاں بھی نظر آئیں ان کو قتل کر دیا جائے۔ فتح الباری میں لکھا ہے یہ کل گیارہ افراد تھے۔ بخاری کی شرح فتح الباری میں چودہ افراد کے نام ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ان چار افراد عبدالعزی بن خطل، مقیس بن خبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور ام سارہ کے علاوہ سب کو امان دے دی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صرف گیارہ مرد اور چار عورتیں ایسی تھیں جن کی نسبت شدید ظالمانہ قتل اور فساد ثابت تھے۔ وہ گویا جنگی مجرم تھے اور ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ قتل کر دیئے جائیں کیونکہ وہ صرف کفر یا لڑائی کے مجرم نہیں تھے بلکہ جنگی مجرم تھے لیکن ان میں سے اکثر کو مسلمانوں کی سفارش پر آپ نے چھوڑ دیا۔

حضور انور نے فرمایا: الغرض فتح مکہ کے وقت صرف چند ایک افراد کے قتل ہونے کا فیصلہ ہوا تھا اور وہ وہی تھے جن کے بارہ میں حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ صرف انہی چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور وہ تین چار آدمی تھے اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا کے حالات آپ لوگوں پر واضح ہیں۔ دعائیں کرتے رہیں اور ہنگامی حالات کے لئے کچھ مہینوں کا راشن گھروں میں رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا پر رحم کرے اور جنگ کے خوفناک حالات سے بچائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے امۃ النسیم نکہت صاحبہ اہلیہ راجہ عبدالمالک صاحب جو کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نواسی، کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی بیٹی تھیں، اِسی طرح مکرم الحاج یعقوب احمد بن ابوبکر صاحب، سابق ہیڈ ماسٹر احمدیہ سینئر سکول اور نیشنل سیکرٹری تبلیغ گھانا کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad